مسلسل اشاعت کے 59 سال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

اگست 2022ء | محرم الحرام ۱۴۴۴ھ

شمارہ: ۸ | جلد: ۲۶

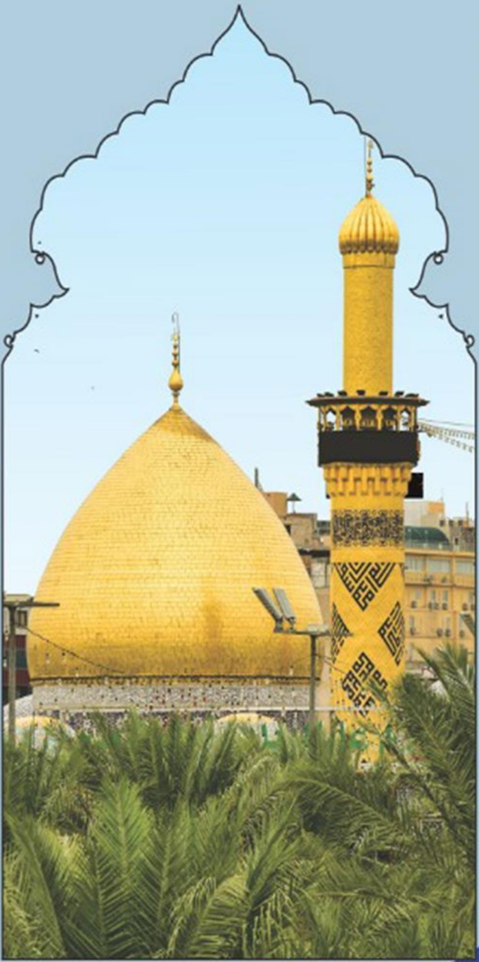

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی خوشبو کا تذکرہ

عاشورۂ محرم الحرام وشہادت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام

منقبت امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

سودی نظام سے پاک پاکستان

www.khatm-e-nabuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۸   جلد: ۲۶

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ
مولانا محمد اکرم طوفانیؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

مولانا غلام رسول دینپوری	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
علامہ احمد میاں حمادی	مولانا غلام مصطفیٰ
مولانا مفتی حفیظ الرحمن	مولانا فقیر اللہ اختر
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا مفتی محمد راشد مدنی	مولانا محمد اسحاق ساقی
مولانا محمد حسین ناصر	مولانا محمد وسیم اسلم
مولانا محمد قاسم رحمانی	چوہدری محمد اقبال
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا عبدالرزاق

ناشر: عزیز احمد   مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان
مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 0333-8827001, 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ نشر واشاعت کی تازہ رپورٹ	مولانا اللہ وسایا	03

مقالات ومضامین

خاتم الانبیاء ﷺ کی جسمانی خوشبو کا تذکرہ	مولانا عبدالصمد محراب پوری	07
منقبت امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ (منظوم)	جناب انجم نیازی بھکر	11
عاشورہ محرم وشہادت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ	خطبہ جمعہ: مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ	12
والتین والزیتون وطور سینین کی تفسیر	انتخاب: مولانا عتیق الرحمٰن	19
نبوی لیل ونہار......مسنون دعائیں	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	21
انتخاب لاجواب......اسارت مالٹا	حافظ محمد انس	22
سودی نظام سے پاک پاکستان	الحاج زاہد مقصود احمد قریشی	24
مناظرۃ الہند الکبریٰ یعنی ہندوستان کا عظیم مناظرہ (قسط:8)	مولانا رحمت اللہ کیرانوی/مولانا غلام رسول	27

شخصیات

سوانح وافکار......امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	32
میاں رضوان نفیس لاہور کے والد کا انتقال	مولانا عتیق الرحمٰن	35

ردقادیانیت

محاسبہ قادیانیت جلد ۱۸ کا دیباچہ	مولانا اللہ وسایا	36
سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام (آخری قسط)	مولانا مقبول احمد سیوہاروی	42
مولانا ظفر علی خان اور فتنہ قادیانیت (قسط نمبر:10)	حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی	45

متفرقات

تبصرہ کتب	مولانا عتیق الرحمٰن	51
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	53

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمۃ الیوم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ نشرواشاعت کی تازہ رپورٹ

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ، امابعد!

اپنی پست ہمتی سے پہلی دفعہ ایسے ہوا کہ گرمی کے دنوں میں تبلیغی مصروفیات ہر ہفتہ میں دوتین دن رکھیں اور باقی وقت نشرواشاعت کے لئے وقف کیا۔

اللہ نے کرم فرمایا کہ ماہ رمضان سے ذی الحجہ تک جو تصنیفی کام ہوئے اس کی صورت حال یہ ہے:

۱...... عرصہ ہوا احتساب قادیانیت ساٹھ جلدوں میں قدرت نے مکمل کرائی تھی۔ اس کی ابتداء میں کمپوزنگ بازار سے کراتے تھے۔ ابتدائی چودہ جلدوں کی کتابت محفوظ نہ رہ سکی۔ ساٹھ جلدوں کے اس سیٹ کو حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی مدظلہم نے مجلس کی ویب سائٹ پر ڈالا، تو ابتدائی ۱۴ جلدوں کو سکین کر کے گزارہ کیا۔ حالانکہ اس سے زیادہ جگہ گھرتی ہے۔ اگر کمپوزنگ ہو تو بہت سہولت رہتی ہے۔ مختلف ضرورتوں سے ابتدائی ۱ تا ۶ جلدیں دوبارہ کمپوز ہوگئیں تھیں۔ اب کہ رمضان شریف میں جلد ۷، ۸، ۹ کی کمپوزنگ بھی مکمل ہوگئی اور اس کے پروف بھی پڑھے گئے۔ اب اس کی غلطیاں لگنا اور سیٹنگ کے بعد ویب سائٹ پر ڈالنا باقی ہے۔ اس پر کام شروع ہے۔

۲...... رمضان المبارک، شوال المکرّم میں فتاوی ختم نبوت کی تینوں جلدوں کی کراچی سے کمپوزنگ منگوا کر اس کی نئی سیٹنگ کے بعد ویب سائٹ پر ڈالنے کے لئے پشاور عالمی مجلس کو بھجوائی گئی۔

۳...... اسی اثناء میں محاسبہ قادیانیت کی جلد ۱۹ مکمل تیاری کے بعد چھپنے کے لئے عالمی مجلس لاہور کو بھجوائی گئی۔ البتہ محاسبہ قادیانیت جلد ۱۸ کا دیباچہ اس بار ماہنامہ لولاک میں ملاحظہ فرمایا جائے۔

۴...... محاسبہ قادیانیت ج ۲۰ کی کمپوزنگ پروف ریڈنگ کے بعد تصحیح وترتیب کے مرحلہ میں ہے۔ ایک ہفتہ تک پریس بھجوانے کی پوزیشن میں ہوں گے۔

۵...... ہم نے احتساب قادیانیت اور محاسبہ قادیانیت میں کتب ورسائل شامل کرنے کے لئے ضابطہ یہ طے کیا تھا کہ جو زندہ حضرات ہیں ان کے رسائل وکتب شائع نہ کئے جائیں۔ جو حضرات فوت ہوگئے ہیں، لیکن ان کی کتب مارکیٹ میں عام دستیاب ہیں۔ جیسے پروفیسر محمد الیاس برنی، مولانا پیر مہر علی شاہ، مولانا مفتی محمد شفیع

عثمانی، مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مولانا احمد رضا خان، مولانا منظور احمد چنیوٹی ایسے حضرات کی کتب بھی احتساب قادیانیت یا محاسبہ قادیانیت میں شامل نہ کریں گے کہ وہ بازار میں سے دستیاب ہیں۔ احتساب یا محاسبہ قادیانیت میں وہ کتب ورسائل شامل کئے جائیں جو مارکیٹ میں دستیاب نہیں ایک آدھ بار شائع ہوئے اب وہ نایاب ہیں تو ان کو احتساب ومحاسبہ میں شائع کیا جائے تاکہ قدیم ریکارڈ ردقادیانیت کا محفوظ ہوجائے۔

اب ہمارے مخدوم حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود مرحوم کا وصال ہوا ان کی بھی اکثر کتب مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔ مگر بعض رسائل وکتب وقتی ضرورت سے ایک آدھ بار شائع ہوئیں۔ اب کم یاب ہیں۔ اس پر سوچ وبچار کے بعد طے کیا کہ حضرت مرحوم کی تمام کتب ورسائل کو ایک بار محاسبہ قادیانیت کا حصہ بنادیا جائے۔ بعد میں دیکھا جائے گا کہ کیا کرنا ہے۔ تاکہ ریکارڈ میں تو محفوظ ہوجائیں۔

اب ان کتب پر شوال وذی قعدہ میں کام شروع ہوا ان کے حوالہ جات کی تحقیق وتصحیح پر جان کھپانی پڑی۔ حضرت علامہ مرحوم کے زمانہ کی کتب کے ایڈیشن اور اب کی کتب کے ایڈیشنوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ بعض کتب نایاب ہیں۔ آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے کی آپ کی تصانیف کے کئی ایڈیشن کتابت ہوکر شائع ہوئے تو حوالے کچھ کے کچھ ہوگئے۔

تحقیق وتخریج کا کام کیا شروع ہوا کہ پچاسی فیصد حوالہ جات کے لئے مراجعت کی ضرورت سامنے آن کھڑی ہوئی۔ صرف قادیانی کتب کے حوالہ جات نہیں۔ تفسیر وحدیث، فقہ، تاریخ، مناظرہ کی کتب کے تمام حوالہ جات کو دوبارہ دیکھنا اور ملانا لازمی ہوگیا۔ رفقاء نے ہمت کی، تخریج، کمپوزنگ، پروف ریڈنگ کا کام پچاس فیصد مکمل ہوگیا ہے۔ مزید محنت جاری ہے۔ آپ دعائیں جاری رکھیں۔ بعض حوالہ جات کے لئے محترم محمد ثقلین جاوید جامعہ اسلامیہ مانچسٹر نے بھی معاونت اور محبت فرمائی۔

۶...... اہل حدیث رہنما مولانا عنایت اللہ اثری وزیرآبادی خطیب جامع مسجد اہل حدیث گجرات پرانے حضرات میں سے تھے۔ انہوں نے اپنی تصنیفات کی فہرست ایک سوستر دی ہے۔ اس میں سے تقریباً۲۹ رسائل قادیانیت کے رد میں ہیں ہم نے عملاً ان کو ہاتھ نہیں لگایا تھا کہ موصوف تفردات میں بہت سخی طبعیت واقع ہوئے تھے۔ ان کی اس روش پر ان کا اپنے مسلک اہل حدیث کا طبقہ بھی شاکی اور غیظ وغضب تک کے اس زمانہ میں روادار رہے۔ حتی کہ حضرت مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا احمد دین گکھڑوی ایسے حضرات نے ان کو ملنا ترک کردیا تھا۔

اب خیال ہوا کہ ان کے ردقادیانیت پر رسائل کو جمع کر کے دیکھیں خذ ما صفاء ودع ما کدر پر عمل کریں۔ ان کی فہرست تیار کی جو یہ ہے:

فہرست کتب ردقادیانیت مولانا عنایت اللہ اثری وزیرآبادی

(۱)قطع الوتین باظہار کید المفترین، (۲)القول المحمود فی نزول المسیح الموعود، (۳)ہاروت وماروت، (۴)میزان ابجد اور آئینہ مرزا، (۵)قطع الوتین نمبر۱ گوسالہ سامری، (۶)قطع الوتین نمبر۲، (۷)قطع الوتین نمبر۳، (۸)قطع الوتین نمبر۴، (۹)قطع الوتین نمبر۵، (۱۰)کیل الموفی، (۱۱)الاخذ بالیمین من بشیرالدین، (۱۲)صحیفة المتقبیٰ الی خلیفة المتنبی، (۱۳)الویل فالویل لمن لم یکتل الکیل، (۱۴)خوان التین، (بعد نواح) قطع الوتین، (۱۵)امت مسلمہ اور فرقہ احمدیہ، (۱۶)احمدی افراد اور نشان شماری اور معکوس ترقی و پہاڑی مداری، (۱۷)سیرة الرسول اور احمدی جلسوں کی خیر مقدم، (۱۸)البحث المخدد العدل فی المحدث والمجدد والبدل، (۱۹)انفاق البصر فی انشقاق القمر، (۲۰)پیشگوئی غلام درباہ لیکھرام، (۲۱)مرزا قادیانی اور مولانا عبداللہ چکڑالوی، (۲۲)تجمیر الالوة لتجمیر ختم النبوة، (۲۳)تہذیب القرآن، (۲۴)ہزار ششم اور تکمیل اشاعت، (۲۵)تحفہ قادیاں، (۲۶)اخلاق محمدیہ اور آئینہ مرزا، (۲۷)امت مسلمہ نادان اور دانش مند، (۲۸)مرزا قادیانی اور قرآن مجید سے نادانی، (۲۹)فوز عظیم (من) رحیم کریم۔

ان رسائل میں سے اکثر تو پہلے سے عالمی مجلس کی لائبریری میں موجود تھے۔ جو موجود نہ تھے۔ ان میں سے بعض جناب خاور بٹ لاہور اور مولانا داؤد ارشد نارنگ منڈی سے مل گئے۔ لیکن ابھی تک بعض رسائل دستیاب نہیں ہو پائے۔ اس کے لئے یہ اشتہار نیٹ اور اپنے رسائل میں شائع کیا:

اہل علم سے علمی معاونت کی درخواست

گجرات کے معروف عالم مولانا عنایت اللہ اثری کے ردقادیانیت پر اس وقت ہمیں انتیس رسائل کا علم ہوا جو ردقادیانیت پر ہیں۔ ان میں سے پچیس رسائل ہمیں دستیاب ہوئے۔ جنہیں پڑھ لیا ہے۔ اس میں بہت حذف وترمیم کرنا پڑے گی اس لئے کہ موصوف انفرادیت کی راہ پر چلنے کے خوگر تھے۔ خود ان کے اہل حدیث مسلک کے اہل علم ان سے اس روش پر نالاں تھے۔ آپ کے چار رسائل ردقادیانیت پر ایسے ہیں جو ہمیں درکار ہیں۔ اور وہ ہمارے پاس موجود نہیں۔ ان کے نام یہ ہیں: (۱)ہزار ششم اور تکمیل اشاعت، (۲)تحفہ قادیان، (۳)اخلاق محمدیہ اور آئینہ مرزا، (۴)امت مسلمہ نادان اور دانش مند۔

اہل علم میں سے جس دوست کے پاس یہ رسائل ہوں وہ مطلع فرمائیں۔ تاکہ فوٹو کرائے جاسکیں۔

امید ہے کہ توجہ فرماکر علمی معاونت سے ممنون فرمائیں گے۔ واجرکم علی اللہ تعالیٰ!

دفتر مرکزیہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ختم نبوت لائبریری، حضوری باغ روڈ ملتان

رابطہ نمبرز ...... محمد وسیم اسلم: 0301-7904257 ...... عتیق الرحمٰن: 0344-7121967

ان تمام رسائل کے مہیا ہونے پر فیصلہ ہوگا کہ کون کون سے رسائل لینا ہیں یا کون سے ترک کرنا ہیں۔

۷...... اس سلسلہ میں مولانا عنایت اللہ اثری کی لائبریری دیکھنے کے لئے ان کی مسجد میں گجرات جانا ہوا۔ مسجد کی انتظامیہ کے سربراہ جناب ثناء اللہ بٹ ہیں۔ ان سے ہمارے مخدوم پروفیسر مولانا محمد اشفاق کے محبت بھرے تعلقات ہیں۔ ان کے کہنے سے محترم صدر مسجد جناب ثناء اللہ بٹ نے لائبریری دیکھنے اور مطلوبہ رسائل وکتب کے لینے کی اجازت دے دی۔

مولانا محمد عارف گوجرانوالہ سے، گجرات سے حضرت محترم پروفیسر مولانا محمد اشفاق کے عالم دین صاحبزادے مولانا مفتی محمد صہیب اور دوسرے مدرس محترم مولانا عمر بن عبدالعزیز ہمراہ ہوئے اور بھرپور محبت سے سرفراز کیا۔ مولانا عنایت اللہ کی جمع کردہ لائبریری کی کتب سرے سے موجود نہیں۔ وہ کسی اور جگہ ہوں گی۔ البتہ ان کی اپنی تصنیفات کے بنڈل کے بنڈل محفوظ ہیں۔ ان سے تین تین رسائل وکتب ملتان، چناب نگر وفیصل آباد لائبریری کے لئے حاصل کئے اور یوں لائبریری کی زیارت واستفادہ سے فارغ ہوگئے۔ مطلوبہ ردقادیانیت پر ایک رسالہ بھی نہ ملا۔ جو ملے وہ پہلے سے ہمارے ہاں تھے۔ البتہ بعض اگر فوٹو سٹیٹ تھے تو اب اصل مل گئے۔ بعض سنگل نسخہ تھے۔ تو اب دو دو ہوگئے۔ یہاں سے چلے ہی تھے کہ راستہ میں مولانا عبدالحق خان بشیر کے صاحبزادہ اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ ان دوستوں کو جزائے خیر دیں۔

اسی طرح اہل حدیث حضرات کا ایک بڑا دینی ادارہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن میں ہے اس کی لائبریری کی بھی زیارت ہوئی۔ بہت قدیم کتب کا خزانہ جمع ہے۔ ان کتب کی فن وار ترتیب قائم ہوجائے اور فہرست بن جائے تو مطلوبہ کتب کو تلاش کرنے میں سہولت ہوجائے گی۔ اس لائبریری کی زیارت کے لئے مولانا برق التوحیدی ٹوبہ، مولانا محمد خبیب مبلغ ٹوبہ، مولانا ضیاء الدین آزاد ماموں کانجن نے معاونت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر نصیب فرمائیں۔ زیادہ کیا عرض کروں آج کل حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مرحوم کی کتب کی تخریج کے سلسلہ میں ان سے کسب فیض بعد الموت کا شرف حاصل ہورہا ہے۔

چناب نگر میں ایک شخص نے قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلیا

۳۱؍مئی ۲۰۲۲ء بروز منگل قادیانیت کے مرکزی دجالی شہر چناب نگر میں بھائی محمد تنویر کا قادیانیت ومرزائیت پر لعنت بھیج کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کے مبلغ مولانا توصیف احمد کے ہاتھ پر قبول اسلام کیا۔ الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے نومسلم کو قادیانی سازشوں کے خلاف ہرممکن تعاون کی یقین دہانی کرائی گی۔ علاقہ کے مکینوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

خاتم الانبیاء ﷺ کی جسمانی خوشبو کا تذکرہ

مولانا عبدالصمد محراب پوری

امام الانبیاء کی ذاتی خصوصیات بے شمار ہیں ان کا احاطہ انسانی طاقت سے باہر ہے۔ حضور ﷺ کے جسم اطہر میں پائی جانے والی خوشبو جو مسلسل مہکتی رہتی تھی، عام لوگوں کو سمجھانے کے لئے حضور اکرم ﷺ کی اس ذاتی خوشبو کو مشک عنبر کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے۔ حالانکہ مشک عنبر اس خوشبو کے مقابلے میں ایک ذرے کی حیثیت بھی نہیں رکھتی۔ چنانچہ شفاء میں ہے۔ ''اما نظافة جسمه وطيب ريحه وعرقه ونزاهته عنى الاقذار وعورات الجسد فكان ﷺ قد خصه الله تعالیٰ بخصائص لم توجد فی غیرہ'' (ج ۱ ص ۳۴۱)

ہم یہاں آپ ﷺ کی ذاتی طبعی خوشبو کا ذکر کرتے ہیں جس سے آپ ﷺ کی عزت وعظمت، شان وشوکت اور مقام ومرتبہ دل میں پیدا ہوگا۔ ان شاء اللہ!

آپ کی ذاتی خوشبو کے بارے میں کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

ایسی خوشبو چمن کے گلوں میں کہاں　　جو نبی کے پسینے میں موجود ہے
فکر جنت میں تھی ایسی خوشبو نہیں　　جیسی خوشبو نبی کے پسینے میں ہے

۱...... حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے جسم اطہر سے جو مسلسل خوشبو مہکتی رہتی تھی وہ ذاتی، طبعی خوشبو تھی جو آپ ﷺ کو عالم قدس سے عطا کی گئی تھی وہ خوشبو دنیا کی خوشبو کے ساتھ مشابہت نہیں رکھتی تھی۔ نیز اس خوشبو کا ظہور معراج کے بعد ہوا ہے۔ اس کے باوجود آپ ﷺ دنیاوی خوشبو بھی کثرت سے لگاتے تھے: ''فله طيب ذاتي وطيب مكتسب من العالم القدس لا يشبه طيب الدنيا''

(نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۴۸)

۲...... حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے جو خوشبو آتی تھی وہ میں نے مشک عنبر میں بھی نہیں پائی۔ (مسلم ج ۲ ص ۲۵۷، بخاری ج ۱ ص ۵۰۳)

۳...... حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا پسینہ مبارک موتی کی طرح چمکتا تھا، مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ (مسلم ج ۲ ص ۲۵۷، دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۱۹۹)

۴...... حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ سواری کے پیچھے بٹھالیا میں نے

ختم نبوت والی مہر نبوت کو اپنے منہ میں لے کر چوما تو اس سے مشک سے زیادہ خوشبو مہک رہی تھی۔ (شفاء ج۱ص۳۵۱)

۵...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب کبھی مدینہ پاک کی گلیوں میں سے کسی ایک گلی میں سے گزرتے تھے تو اس گلی سے مشک کی خوشبو مہکتی رہتی تھی۔ اس گلی سے گزرنے والے سمجھ جاتے تھے کہ یہاں سے حضور ﷺ کا گزر ہوا ہے۔ (نسیم الریاض ج۱ص۳۵۱ روی ابویعلیٰ والبزار، فتح الباری ج۶ص۵۷۴)

۶...... حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کے سینے مبارک پر وفات کے بعد تبرکاً ہاتھ رکھا تھا اس کے بعد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ایک عرصہ تک زندہ رہیں جب کبھی اس ہاتھ سے کھاتی یا پیتی یا وضو کرتی تھیں تو ہاتھ سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔ (شفاء ج۱ص۳۵۱)

۷...... ایک مرتبہ حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک پر دم فرما کر حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی کمر اور پیٹھ پر ہاتھ پھیرا، جس سے اس قدر خوشبو ہوگئی تھی کہ ان کی چار بیویاں تھیں ہر ایک بے حد خوشبو لگاتی تھی کہ ان کے برابر خوشبو ہو جائے مگر ان کی خوشبو غالب رہتی۔ (خصائل نبوی ص۱۱۶)

۸...... حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کے ساتھ ایک مرتبہ ظہر کی نماز پڑھی، پھر آپ ﷺ اپنے گھر تشریف لے جانے لگے تو میں بھی آپ کے پیچھے ہولیا۔ دوسرے بچے بھی آپ ﷺ کے سامنے آگئے، آپ ﷺ ان میں سے ہر ایک کے رخسار پر (ان کی دل جوئی کے لئے) پیار سے ہاتھ پھیرنے لگے۔ میرا نمبر بھی آیا تو میرے چہرے پر بھی ہاتھ پھیرا، میں نے آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک سے وہ ٹھنڈک اور خوشبو پائی کہ گویا آپ ﷺ نے عطار کی ڈبیہ میں سے اپنا ہاتھ نکال کر میرے رخسار پر پھیرا ہے۔

(مسلم ج۱ص۲۴۷، شفاء ج۱ص۳۴۷، فتح الباری ج۶ص۵۷۳)

۹...... حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب کبھی حضور ﷺ کے ساتھ مصافحہ کرتا تھا یا آپ کے جسم اطہر کے ساتھ میرے جسم کا کوئی حصہ لگ جاتا تھا، تو بعد میں میرے جسم اور ہاتھ سے خوشبو آتی رہتی تھی اور وہ خوشبو مشک سے زیادہ خوشبودار ہوتی تھی۔ (فتح الباری ج۶ص۵۷۳)

۱۰...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک پانی ڈول پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس سے پانی نوش فرمایا۔ پھر اپنے منہ مبارک سے ایک کلی اس ڈول میں ڈال دی۔ اس ڈول کا پانی کنویں میں ڈالا گیا تو اس کنویں سے مشک کی طرح خوشبو مہکتی رہتی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا لعاب مبارک خوشبو سے زیادہ خوشبودار تھا۔ (فتح الباری ج۶ص۵۷۳، دلائل النبوۃ ج۱ص۲۵۷)

۱۱...... حضرت ابراہیمؒ سے روایت ہے کہ جب حضور ﷺ تشریف لاتے تھے تو خوشبودار ہوا سے پہچانے جاتے تھے۔ (طبقات ابن سعد ج۱ص۴۸۶)

۱۲...... حضور ﷺ جب کسی بچے کے سر کے اوپر ہاتھ رکھ لیتے تھے تو وہ دوسرے بچوں میں خوشبو کی وجہ سے پہچانا جاتا تھا۔ (شفاء ج۱ ص ۳۴۸، نشر الطیب ص ۱۶۱)

۱۳...... ایک کنواں تھا آپ ﷺ نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا تو پورے مدینے پاک میں اس سے زیادہ شیریں کسی کنویں کا پانی نہیں تھا۔ (سبل ص ۳۱)

۱۴...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا۔ آپ ﷺ کو چونکہ پسینہ زیادہ آتا تھا اس لئے وہ پسینہ قطرہ قطرہ ہو کر چمڑے کے بچھونے پر جمع ہو گیا۔ یہ دیکھ کر میری والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا ایک شیشی لائیں اور اس شیشی میں آپ ﷺ کے مبارک پسینے کو جمع کرنے لگیں۔ اسی دوران آپ ﷺ بیدار ہو گئے اور فرمانے لگے کہ: ام سلیم! یہ کیا کر رہی ہو۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ آپ کا پسینہ جس کو ہم اپنی خوشبو میں ملائیں گے یہ تو تمام خوشبوؤں میں سب سے بڑھ کر ہے۔ دوسری روایت میں یہ ہے ہم اس کو اپنے بچوں کے لئے برکت کی امید سے رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے ٹھیک کیا۔ (مسلم ج۲ ص ۲۵۷، بخاری ج۲ ص ۹۲۹ کتاب الاستذان)

فائدہ: یعنی آپ ﷺ کے مبارک پسینے کو اپنے بچوں کے بدن اور منہ پر ملتی ہیں اور یقین رکھتی ہیں کہ وہ بچے اس پسینے کی برکت سے آفات اور بلاؤں سے محفوظ رہیں گے۔ (مظاہر حق ج۵ ص ۳۳۴)

۱۵...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ جب بیت الخلاء جاتے ہیں اور آپ کے بعد میں بیت الخلاء جاتی ہوں تو وہاں کوئی چیز مجھ کو نظر نہیں آتی، الّا یہ کہ مشک کی خوشبو پاتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم جماعت انبیاء کی ایک خاص شان ہے۔ ہمارے اجسام کی پیدائش اور نشوونما اہل جنت کے ارواح کے طور وطریق پر ہوتی ہے۔ جو چیز انبیاء علیہم السلام کے بدن سے نکلتی ہے زمین اس کو فوراً نگل لیتی ہے۔ (خصائص الکبریٰ ج۱ ص ۷۰، شفاء ج۱ ص ۳۵۳، کنز العمال ج۱۶ ص ۲۱۳)

فائدہ: یعنی انبیاء کرام کے اجسام اہل جنت کی ارواح کی طرح نظیف ولطیف اور پاکیزہ ہوتے ہیں۔ جس طرح اہل جنت کے جسم سے جو چیز نکلتی ہے وہ بھی مشک وعنبر کی طرح معطر ہوتی ہے۔ اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام سے جو چیز نکلتی ہے وہ بھی مشک عنبر کی طرح معطر ہوتی ہے۔

(سیرۃ المصطفیٰ ج۱ ص ۲۶۹)

۱۶...... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی وفات کے بعد غسل سے پہلے ارادہ کیا کہ آپ ﷺ کے جسم اطہر سے فضلات وغیرہ تو خارج نہیں ہوئے (جیسا کہ عام طور پر غسل سے پہلے صفائی کے

لئے پیٹ پر ہاتھ پھیرا جاتا ہے تاکہ پیٹ کے اندر جو فضلات وغیرہ ہیں خارج ہو جائیں) چنانچہ میں نے کچھ بھی نہیں پایا تو میں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ زندگی اور موت دونوں میں پاکیزہ رہے۔ بلکہ آپ کے جسم اطہر سے پاکیزہ خوشبو مہک رہی تھی۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ پورے گھر میں خوشبو مہک رہی تھی اور دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ پورے مدینے پاک میں خوشبو مہک رہی تھی۔ (ابن ماجہ ص ۱۰۵، شفاء ج اص ۳۵۵)

۱۷...... حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو انہوں نے وصیت کی کہ جس خوشبو میں حضور ﷺ کا پسینہ مبارک ملا ہوا ہے اس میں سے ان کے حنوط میں ملا دیا جائے۔ چنانچہ حنوط میں وہ خوشبو ملائی گئی۔ (بخاری ج ۲ ص ۹۲۹، المعجم الکبیر ج اص ۳۷۴)

فائدہ: ۱...... حنوط خاص خوشبو کو کہا جاتا ہے جو مردے کے کفن میں لگانے کے لئے تیار کی جاتی ہے جس میں کافور اور صندل ہوتا ہے۔ ۲...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا انتقال ایک روایت کے مطابق ۹۰ھ میں ہوا (المعجم کبیر ج اص ۳۷۵)۔ ۳...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی عمر حضور ﷺ کی وفات کے وقت ۱۸ سال تھی۔ (المعجم الکبیر ج اص ۳۷۴)

۱۸...... حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک میدان میں دوران سفر آپ ﷺ نے نماز پڑھنے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ کے سامنے ایک نیزہ بطور سترہ رکھا گیا۔ صحابہ کرام آپ کے پاس جمع ہو گئے اور آپ کے ہاتھوں کو لے کر اپنے چہروں پر پھیرنے لگے میں نے بھی آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کو لے کر اپنے چہرے پر رکھا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ (بخاری ج اص ۵۰۲ کتاب المناقب)

۱۹...... حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا وہ خون مبارک جو حجامہ کے ذریعے نکالا گیا تھا پی لیا، حضور ﷺ نے فرمایا کہ: اے ابن زبیر! اب تجھے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ خون کا ذائقہ کیسا تھا؟ آپ نے فرمایا خون مبارک کا ذائقہ شہد جیسا تھا اور خوشبو مشک جیسی تھی۔ (شفاء ج اص ۳۶۰)

۲۰...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کی شادی کے وقت جہیز کے لئے حضور ﷺ سے تعاون کی درخواست کی۔ حضور ﷺ کے پاس اس وقت کچھ بھی نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے ایک شیشی منگوائی اس میں اپنا پسینہ مبارک ڈال کر عنایت فرمایا۔ ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ تم بیٹی کو کہو اس سے خوشبو لگایا کرے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب کبھی وہ پسینہ لگاتی تو پورے مدینے پاک میں خوشبو ہو جاتی تھی۔ اس لئے ان کے گھر کا نام بیت المطیبین رکھا گیا۔ (فتح الباری ج ۶ ص ۵۷۳، ایضا اخرجہ ابو یعلیٰ والطبرانی)

منقبت امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

جناب انجم نیازی بھکر

وقار علم وعرفاں عظمت ارض وسما تم ہو ۔۔۔ نظر ہو جس کی منزل پر وہ کامل راہ نما تم ہو
زمانہ کہہ سکے جس کو نمونہ شان وشوکت کا ۔۔۔ بشر کو ناز ہو جس پر وہ پاکیزہ انا تم ہو
بہاریں جس کے دامن میں پناہیں ڈھونڈنے آئیں ۔۔۔ جسے سن کر پگھل جائیں چٹانیں وہ صدا تم ہو
پکا کر اپنے ہاتھوں سے کھلایا جس نے اوروں کو ۔۔۔ رہا بھوکا جو خود اکثر وہی فرماں روا تم ہو
نہ لے غیروں کے ہاتھوں گر ملے ساری خدائی بھی ۔۔۔ شہنشاہ عرب کے وہ نڈر مخلص گدا تم ہو
تمہاری عظمتوں کے سامنے فردوس کمتر ہے ۔۔۔ صلہ اپنے عمل کا آپ ہی اپنی جزا تم ہو
کیا حاصل جسے اسلام نے خود التجا کر کے ۔۔۔ لبوں پر جو رہی برسوں نبیؐ کے وہ دعا تم ہو
جلا دے مشعلیں جو حق پرستی کی دماغوں میں ۔۔۔ اتر جائے جو سینوں میں وہی بانگ درا تم ہو
نہ کی جس نے رعایت اپنے بیٹے کی سزا میں بھی ۔۔۔ وہ پابند اصول دین محبوب خدا تم ہو
سلامی آ کے دی جس کو ستاروں کی بلندی نے ۔۔۔ جھکایا پربتوں کو جس نے وہ پرچم کشا تم ہو
اجالے حق پرستی کا رخ زیبا جو الفت سے ۔۔۔ بدن جو دین کا ڈھانپے وہ پاکیزہ قبا تم ہو
کیا شامل نہ اپنی خواہشوں کو امر شاہی میں ۔۔۔ رہے بن کر جو خادم سب کے وہ کشور کشا تم ہو
سکھائی جس نے دنیا کو فقیرانہ جہاں بانی ۔۔۔ امیری گرد پا ہو جس کی وہ مرد خدا تم ہو
لگا لے ساتھ اپنے چمکتے ان ستاروں کو ۔۔۔ قدم جو روک لے سورج کے وہ اجلی ضیاء تم ہو
نظر جس کی رکی نہ عمر بھر دولت کے ڈھیروں پر ۔۔۔ نہ چاہا جس نے مال وزر وہی شان غنا تم ہو
وہ جس کی آہیں سنتا ہے انجم کا دل شیدا ۔۔۔ نہ ڈوبے گی اندھیروں میں جو ہرگز وہ ضیا تم ہو

(ٹائٹل ہفت روزہ اخبار جمعیت راولپنڈی ۱۵ نومبر ۱۹۷۴ء)

عاشورہ محرم وشہادت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ

خطبہ جمعہ: مولانا تاج محمود فیصل آباد

آج محرم کی پانچ تاریخ ہے، محرم اسلامی اعتبار سے سال کا پہلا مہینہ ہے اور ذوالحجہ آخری۔ خدا کی قدرت محرم میں نواسہ رسول ﷺ کا خون بہایا گیا اور ذوالحجہ میں آپ کے جدامجد خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے فرزند ذبیح اللہ کی قربانی پیش کی۔ اس امت کے سال کی ابتدا بھی قربانی اور سال کا آخیر بھی قربانی کی یادتازہ کرتا ہے اشارہ یہ ہے کہ یہ امت راہ خدا میں قربانیاں دے گی تو اس کے معاملات درست رہیں گے، درجات بلند ہوں گے۔ اس کو استحکام نصیب ہوگا اور اس کے دشمن خائب وخاسر نظر آئیں گے۔ اگر قدرت کے اس اشارے کے خلاف یہ امت قربانیوں سے محروم ہو جائے گی تو زندگی اور عظمتوں ہی سے محروم ہوکر رہ جائے گی۔

عاشورۂ محرم: عَشرہ دس اور عُشر دسواں حصہ، عاشورہ دس دن، یہ عربی زبان کے الفاظ ہیں۔ محرم کی دس تاریخ امام مظلوم حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے واقعہ شہادت اور سانحہ کربلا کی وجہ سے مشہور ہے اور یہ دن اسی حیثیت سے منانے کا رواج ہے۔ یاد رکھئے اس دن کی ایک اسلامی اہمیت بھی ہے اور یہ دن تاریخ عالم میں ایک اپنی اہمیت رکھتا ہے۔ اس لئے سانحہ کربلا سے پہلے خود حضور سرور کونین ﷺ نے بھی اسے منایا اور منانے کا ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ محرم کی دس تاریخ، تاریخ عالم کا وہ اہم دن ہے، جس دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا، یہی تاریخ تھی کہ انہیں جنت میں بھیجا گیا، اسی تاریخ کو دانہ کھانے اور ان کے جنت سے نکالے جانے کا حادثہ پیش آیا، اسی دن نوح علیہ السلام کا طوفان آیا، اسی روز حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ گلزار ہوئی، اسی روز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریائے قلزم نے راستہ دیا، فرعون اور آل فرعون اسی روز غرق ہوئے۔

غرضیکہ دنیا کے جتنے بھی بڑے بڑے اہم امور اور حوادث ہوئے، وہ اسی دن ہوئے۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے جگر گوشے اور رسول اللہ ﷺ کے سوار دوش کی شہادت بھی کوئی معمولی سانحہ اور حادثہ نہ تھی اس لئے اللہ نے اس کا وقوع بھی اسی تاریخ میں مقدر فرمادیا اور سانحہ کربلا بھی دس محرم کو پیش آیا۔ اہل سنت والجماعت کو عقیدہ درست رکھنا چاہئے کہ عاشورہ محرم کی اصل کیا ہے اور اس کے منانے کا صحیح طریقہ کیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے جب یہود مدینہ کو دیکھا کہ وہ اس دن روزہ رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے بھی نویں دسویں یا دسویں گیارہویں کا روزہ رکھنے کا اشارہ فرمایا۔ ہمارا طریقہ وہ ہونا چاہئے جو نبی ﷺ نے اپنے

صحابہ ﷺ کو بتایا صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی اولاد کو بتایا اور ان کی اولاد نے آگے آنے والی نسلوں کو سکھایا۔ جس طرح ایک انسان کا ایک شجرہ نسب ہوتا ہے کہ یہ فلاں کا بیٹا، اس کا باپ فلاں کا اور اس کا دادا فلاں کا بیٹا ہے۔ جس آدمی کا اوپر شجرۂ نسب ملتا ہے وہ حلال زادہ اور قابل احترام سمجھا جاتا ہے اور جس کسی کا شجرۂ نسبت اوپر نہ ملتا ہو اس کو حرامی بچہ اور غیر پسندیدہ کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اعمال کے بھی شجرۂ ہائے نسب ہیں۔ اگر کوئی عمل اوپر جاتا جاتا حضور اکرم ﷺ تک پہنچ جائے تو وہ عمل دین ہے، نیکی ہے، اسلام ہے اور اگر کسی عمل کا شجرہ نسب حضور ﷺ تک نہ پہنچے تو وہ عمل اسلام نہیں بلکہ جھوٹ ہے اور اس کے کرنے میں محنت اور خرچ ضائع ہے۔ اسے شریعت کی زبان میں بدعت کہا جاتا ہے۔

چار گروہ: قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ دنیا میں چار قسم کے لوگ اللہ کو سب سے زیادہ محبوب اور سب سے بڑے درجوں والے ہیں۔ نبی، صدیق، شہید اور صالحین۔ اللہ کی کل مخلوق میں یہ لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں اور ان کے درجات بالا و بلند ہیں۔ ان کے علاوہ جن لوگوں کو اللہ کے حضور بخشش نصیب ہوگی اور جن پر خدا کے انعام ہوں گے تو انہیں منجملہ اور نعمتوں کے ایک یہ انعام بھی دیا جائے گا کہ ان چار گروہوں میں سے حسب مراتب کسی نہ کسی گروہ کی رفاقت اور معیت بھی نصیب فرمادی جائے گی۔ جیسے قرآن مجید نے **وحسن اولٰئک رفیقا** کے الفاظ سے ارشاد فرمایا۔ حسین رضی اللہ عنہ بڑے خوش نصیب تھے اللہ نے انہیں اور ان کے پورے گھر کو شہیدوں کی جماعت میں شامل کردیا۔ وہ پہلے بھی بڑی شانوں اور بڑے مرتبوں والے تھے لیکن اللہ نے انہیں درجہ شہادت سے سرفراز فرما کر ان کی شان اور بھی بالا و بلند کردی۔

کربلا کے سانحہ کا حاصل یہ ہے کہ پروردگار عالم نے یہ اپنا قانون بیان فرما دیا ہے کہ **ولنبلونکم** میں تمہیں ضرور ضرور آزماؤں گا **بشیٔ من الخوف** تم پر کسی قدر خوف مسلط کر کے، کبھی بھوک ڈال کر اور کبھی جانی مالی اور اجناس کے نقصان میں مبتلا کر کے تمہیں آزمایا جائے گا۔ ایک طرف راہ حق ہوگی اور اس کے ساتھ ہی خوف ہوگا۔ خطرہ ہوگا جان مال، اولاد اور روزی رزق کی بربادی کا۔ دوسری طرف سلامتی عیش و عشرت اور مال روزی کی فراوانی ہوگی، لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی راہ کو چھوڑنا پڑے گا یہی آزمائش ہوگی۔ جو لوگ راہ حق کو خطرات سے ڈر کر چھوڑ دیں گے وہ دراصل بربادی کے گڑھے میں گر جائیں گے اور جو لوگ دنیا کے عارضی منافع اور وقتی عیش و عشرت کو قربان کر کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مرضی کی راہ اختیار کریں گے اور اس راہ میں جتنی مشکلات اور سختیاں آئیں گی انہیں خندہ پیشانی سے برداشت کرتے چلے جائیں گے وہ اللہ کی رحمتوں کے مستحق ٹھہریں گے۔ انہیں دنیا و آخرت میں سرخروئی حاصل ہوگی اور انہیں کے نام کے ڈنکے بجتے رہیں گے۔ رسول اللہ ﷺ کے جگر گوشے اور فاطمہ

الزہراؓ کی آنکھ کے نور حضرت حسینؓ پر بھی آزمائش کا وقت آیا اور ان کے بڑے مرتبے کے لحاظ سے ان پر بڑی آزمائش آئی لیکن وہ اپنا سب کچھ قربان کر کے سرخرو ہوئے۔

پہلی انتخابی دھاندلی: یزید نے حضور ﷺ کے قائم کردہ اسلامی نظام میں پہلی انتخابی دھاندلی کی۔ حضرت حسینؓ نے اس پر احتجاج کیا اور دلیل کے ساتھ کیا کہ اسلام میں کسریٰ کا بیٹا کسریٰ اور قیصر کا بیٹا قیصر نہیں ہے۔ یزید محض اس استحقاق پر امور مملکت اسلامیہ کا متولی اور سربراہ نہیں بن سکتا کہ اس کا باپ حضرت معاویہؓ اسلامی مملکت کے سربراہ تھے۔ اسلامی سلطنت کی سربراہی ورثہ نہیں بلکہ اوصاف اور انتخاب پر ہے۔ یہاں نہ اوصاف ہیں اور نہ انتخاب ہے۔ اس ایک نقطے پر جو اسلامی تعلیمات کے خلاف ہورہا تھا ڈٹ گئے اور یزید کی بیعت کرنے سے انکار کردیا اور چاہتے تھے کہ مدینہ منورہ میں رہائش اختیار کرلوں۔ لیکن یزید نے وہاں نہیں رہنے دیا۔ آپ وہاں سے سفر کر کے مکہ مکرمہ تشریف لے آئے۔ یزیدیوں نے آپ کے مکہ رہنے میں بھی خطرہ محسوس کیا اور وہاں سے نکالنے کی تدبیریں کیں آپ وہاں سے کوفہ والوں کی دعوت پر کوفہ جانا چاہتے تھے لیکن راستے میں میدان کرب وبلا میں آپ کو گھیر لیا گیا اور آپ پر یزید کی بیعت کرنے کے لئے دباؤ ڈالا گیا۔ آپ کسی دباؤ کے تحت بیعت کرنے والے نہ تھے۔ آپ پر پانی بند کردیا گیا اور ہر قسم کی کمینگی روا رکھی جانے لگی آپ نے یہ چار شرطیں پیش کیں:

۱...... مجھے دمشق جانے دیا جائے میں یزید سے اپنا معاملہ خود طے کرلوں گا۔

۲...... مجھے مکہ مکرمہ یا مدینہ طیبہ میں سے کسی ایک مقام پر سکونت اختیار کرنے دی جائے۔

۳...... مجھے اسلام کی فوج میں بھیج دیا جائے جہاں کہیں اسلامی افواج کفار سے جہاد کررہی ہیں میں وہاں چلا جاتا ہوں اور وہاں کفار سے جہاد کرنے میں شریک ہو جاؤں گا۔

۴...... اگر میری سب باتیں منظور نہیں تو مجھے اسلامی ملک کی حدود سے کسی طرف باہر نکل جانے کی اجازت دے دی جائے، میں یہ ملک چھوڑ کر باہر چلا جاتا ہوں مجھ پر جو بیت جائے گی میں اس کو برداشت کرلوں گا۔

غرضیکہ آپ نے ہر ممکن کوشش کی کہ یہ لوگ میرے اور میری اولاد کے خون سے ہاتھ نہ رنگنے پائیں لیکن آپ جس بات کو غلط سمجھتے تھے اسے آپ نے تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔ وہ یزید کی بیعت تھی جس پر مخالفین کو اصرار تھا۔ سب کچھ برداشت کرلیا لیکن راہ حق سے منحرف نہ ہوئے۔

حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ نے آپ کی شان میں اسی لئے یہ فرمایا:

شاہ است حسین بادشاہ است حسین   دین پناہ است حسین مرد راہ است حسین
سر داد نہ داد دست در دست یزید   حقا کہ بنائے لاالہ است حسین

خلفائے راشدین: امام عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شان اور بلندی کی انتہا یہی ہے کہ:

سر داد نہ داد دست در دست یزید

اسی چیز نے خواجہ معین الدین اجمیریؒ کے بقول حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کلمہ اسلام کی بنیاد بنا دیا۔

یہی بات جو ایک طرف یزید کی گمراہی اور بربادی اور دوسری طرف حسین رضی اللہ عنہ کی سرخروئی اور سربلندی کی دلیل ہے۔ یہی بات خلفائے راشدین کی صفائی اور بلندی درجات کی دلیل ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی حیدر رضی اللہ عنہ کے منکرین اور ان کی شان میں گستاخیاں کرنے والے اسی نقطہ پر غور کرلیں کہ اگر ان خلفائے راشدین میں کوئی بھی نبی کے راستے کے خلاف راہ اختیار کرتا تو ہر خلیفہ کے انتخاب کے بعد ایک کربلا قائم ہوتی۔ لیکن ان کے انتخاب کے بعد کوئی کربلا نہیں۔ ہاں امور مملکت میں رائے کا اختلاف ضرور پایا جاتا رہا۔ لیکن وہ دور ہوجاتا رہا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان ساتھیوں، رفیقوں، شاگردوں، مریدوں اور رضا کاروں میں مثالی محبت رہی۔ یہی وجہ تھی کہ ایک موقعہ پر امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے سنائی دیتے ہیں۔ **لولا علیٌ لهلک عمر** اگر علی رضی اللہ عنہ میرے ساتھ نہ ہوتے میں ہلاک ہوگیا ہوتا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا جاتا ہے کہ اے نائب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مدینۃ العلم کے باب! کیا وجہ ہے کہ پہلے خلفاء کے دور میں ملک کا نظم ونسق درست تھا لیکن آپ کے دور میں بڑی گڑبڑ ہے؟ فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا مشیر میں تھا اور میرے مشیر آپ ہیں۔

یہ عقیدہ ہے ایمان ہے، ابوبکر رضی اللہ عنہ برحق تھے، علی رضی اللہ عنہ نے ان کی بیعت کرلی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ برحق تھے، علی رضی اللہ عنہ نے ان کی بھی بیعت کرلی۔ عثمان رضی اللہ عنہ برحق تھے، علی رضی اللہ عنہ نے ان کی بھی بیعت کرلی۔ علی رضی اللہ عنہ باپ تھا، حسین رضی اللہ عنہ بیٹا۔ علی رضی اللہ عنہ کی رگوں میں وہی خون تھا جو عبدالمطلب سے رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رگوں میں آیا تھا۔ علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ تھا۔ علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں پلا ہوا اور اسد اللہ کا لقب پایا ہوا، بہادر، غیرت مند اور جری انسان تھا۔ رب کعبہ کی قسم! اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ برحق نہ ہوتے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ برحق نہ ہوتے علی رضی اللہ عنہ کبھی ان کے ہاتھ پر بیعت نہ کرتا۔ حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا میں اپنا کنبہ ذبح کرایا تھا۔ علی رضی اللہ عنہ مدینہ میں سارا مدینہ ذبح کرا دیتے لیکن جبری طور پر یا کسی مصلحت کے پیش نظر کبھی کسی غلط ہاتھ پر بیعت نہ کرتے۔

عاشورہ کے دن: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عاشورہ محرم کی شان بیان کردی۔ اس دن کی وہ شان ہر مسلمان کے دل میں ہونی چاہئے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان بیان کی جائے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کا ایک حصہ اور ایک ٹکڑا تھے۔ ایک دفعہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی ام فضل رضی اللہ عنہا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آج میں نے ایک بہت برا خواب دیکھا۔ میں ڈر گئی ہوں۔

حضور ﷺ نے فرمایا تو نے کیا خواب دیکھا۔ اس نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے بڑا ڈراؤنا خواب دیکھا۔ آپ نے فرمایا بیان کرو۔ وہ جھجک رہی تھی۔ آپ ﷺ کے اصرار پر انہوں نے بتایا کہ رات خواب دیکھا کہ میں نے آپ ﷺ کے جسم کا ایک ٹکڑا کاٹ لیا ہے اور اسے آپ ﷺ کی جھولی میں ڈال دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا چچی تو نے یہ خواب بہت اچھا دیکھا ہے۔ میری فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا اور تو اسے لاکر میری جھولی میں ڈالے گی۔ کچھ مدت گزر گئی یہ بات سب کو بھول گئی۔ ایک رات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر ام فضل رضی اللہ عنہا کو بلایا گیا اور آپ کو وہیں روک لیا گیا۔ صبح نور کے تڑکے رب کریم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بیٹا حسین عطا فرمایا۔ کچھ وقت گزرنے پر حضور ﷺ نماز پڑھ کر گھر تشریف لائے اتفاق ایسا ہوا کہ گھر کی عورتوں میں سے ام فضل رضی اللہ عنہا حسین رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھا کر لائی اور حضور ﷺ کی جھولی میں ڈال دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دیکھئے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اللہ نے کتنا خوبصورت بیٹا عطا فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھا، پیار کیا اور فرمایا چچی یہ تیرا وہ خواب پورا ہوگیا۔ میری فاطمہ رضی اللہ عنہ کے گھر اللہ نے بیٹا دیا اور اسے تو میری جھولی میں لے آئی ہے۔ حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے جسم اطہر کا ایک ٹکڑا تھے۔

<u>حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا تحریر مانگنا:</u> ایک دفعہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بیٹا عبداللہ رضی اللہ عنہ دونوں کھیلتے کھیلتے کسی بات پر بچوں کی طرح ضد اور جھگڑے میں پڑ گئے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو فرمایا چل تیری کیا حیثیت ہے تو ہمارے ایک غلام کا بیٹا ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے ابا کے پاس یہ شکایت کردی۔ آپ نے بیٹے کو ساتھ لیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچ گئے۔ دستک دی حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر آئے۔ دریافت کیا حسین رضی اللہ عنہ کہاں ہے اسے بلایا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بات سن چکے تھے آپ نے معذرت کی، بچے تھے بچوں والی بات ہے؟ آپ اس کا برا نہ منائیں اور نہ کوئی نوٹس لیں۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہ میں نے برا منایا ہے اور نہ میں کوئی نوٹس لینا چاہتا ہوں میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ سے یہ تحریر ہمیں لکھ کر دے دیں تاکہ کل کو یہ بات ہمارے فخر و مباہات کا باعث رہے کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کی اولاد کے غلام ہیں۔

<u>مظلومین کربلا:</u> مظلومین کربلا کے لئے کون مسلمان ہے جس کے دل میں تڑپ نہیں جس کے آج آنسو جاری نہیں، اتنا ظلم کسی پر ہو، آدمی برداشت نہیں کرسکتا، چہ جائے کہ اولاد رسول ﷺ پر یہ قیامت ڈھائی جائے۔ ان کی مظلومیت کا آپ اس سے اندازہ لگائیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے بڑے بیٹے علی اکبر رضی اللہ عنہ سے یہ شکایت تھی کہ اس نے کبھی اپنے ابا سے کوئی فرمائش نہ کی تھی، امام حسین رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ حسرت تھی کہ کاش یہ میرا بیٹا مجھ سے کبھی کوئی فرمائش کرتا۔ میں اس کی وہ فرمائش پوری کردیتا۔ خدا

کی قدرت ایک دن ایسا آیا کہ کربلا کے میدان میں اولاد رسول ﷺ پیاسی ہے۔ یزیدوں نے محاصرہ کر رکھا ہے۔ پانی بند کئے ہوئے ہیں۔ مارے پیاس کے زبانیں خشک ہو رہی ہیں اور اس دن اس بیٹے نے اپنے ابا سے پانی کی فرمائش کی کہ ابا میں پیاسا ہوں اور مجھے پانی چاہئے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیٹا حوض کوثر آپ لوگوں کا منتظر ہے اور آپ کے نانا ﷺ وہاں آپ کے انتظار میں ہیں۔

آخری بات: ایک حسین رضی اللہ عنہ وہ تھا جو فاطمہ کے ہاں پیدا ہوا، رسول اللہ ﷺ کے کندھوں پر سواری کرتا رہا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ یہ منظر دیکھ کر فرمایا اس سوار کے لئے کیا ہی اچھی سواری ہے۔ آپ نے فرمایا سوار بھی کیا اچھا ہے۔ وہ حسین رضی اللہ عنہ مدینہ میں پیدا ہوا چھتیس سال تک زندہ رہا اور کربلا کے میدان میں شہادت کا بلند رتبہ حاصل کر کے حیات سرمدی کا مالک بن گیا۔

ایک حسین وہ ہے، ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا وہ کل بھی مظلوم تھا اور آج بھی مظلوم ہے۔ اس سے کل کچھ مخلصوں اور صاحب ایمان لوگوں کی رفاقت اور تعاون کی ضرورت تھی اور اس کو آج بھی مخلصوں اور صاحب ایمان لوگوں کے تعاون کی ضرورت ہے۔ ایک یزید وہ تھا جو دمشق میں تھا جس نے چند روزہ زندگی کی کامرانی کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کی لعنت اور دھتکار حاصل کر لی اور دنیا سے خس کم جہاں پاک دور ہو گیا۔ لیکن ایک یزید آج بھی موجود ہے اس نے حق کے خلاف معرکہ گرم کیا ہوا ہے وہ آج بھی اہل حق کے لئے کربلائیں بناتا پھرتا ہے۔ اقبال نے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا:

ستیزہ کار رہا ہے ازل تا امروز　چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

جو لوگ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی محبت دلوں میں رکھتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ آج کے حسین کے حق میں بھی کام کریں۔ کل بھی حسین کا ساتھ دینا آسان کام نہ تھا اور آج بھی حسین کا ساتھ دینا آسان نہیں ہے۔ لوگ کل کے یزید سے بھی فائدے حاصل کر کے کربلائیں گرم کرتے تھے اور آج کے یزیدوں سے بھی لوگ فائدے حاصل کر سکتے ہیں۔

حق حسین رضی اللہ عنہ ہے، صداقت حسین رضی اللہ عنہ ہے، امانت دیانت حسین رضی اللہ عنہ ہے، اللہ کی بندگی، رسول اللہ ﷺ کی فرماں برداری ہی کا نام حسینیت ہے اور نفس پرستی خودغرضی، اسلام فروشی، ضمیر فروشی، ملت فروشی یزیدیت ہے۔ بدی یزید ہے، کل کے یزید پر لعنت بھیجنا اور آج کے یزید کے تابع رہنا، کل کے حسین پر سلام پڑھنا اور آج کے حسین کے گلے پر چھری پھیرنا انصاف کے خلاف دیانت کے خلاف ہے اور کھلم کھلا منافقت ہے۔

حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے معرکے کا فلسفہ ہی یہ ہے کہ ہمارے دلوں میں حق کی محبت اور اس کا ساتھ دینے کا ولولہ پیدا ہو اور یزید سے نفرت اور اس کے مفادات پر لعنت بھیجنے کا حوصلہ ہو۔

ایصال ثواب: حضرت امام جعفر صادق ؒ نے فرمایا کہ جو شخص ہمارے بزرگوں سے محبت رکھتا ہے اس کے لئے چاہئے کہ وہ عاشورے کا نفلی روزہ رکھے۔ اس روز نفلی نماز پڑھے۔ صدقہ خیرات دے اور قرآن مجید کی تلاوت کرے اور ان چاروں نفلی عبادت کا ثواب شہدائے کربلا اور تمام شہدائے اسلام کو بخشے۔

میری عادت کسی دوسرے کے تذکرے کی نہیں لیکن میں اتنا ضرور کہوں گا کہ ڈھول پیٹنے سینہ کوبی کرنے اور پیسہ غیر مستحق لوگوں میں دینے اور بے سند باتوں میں وقت صرف کرنے کی بجائے اگر مذکورہ چاروں نیک اعمال میں وقت گزارہ جائے اور اس نیک کمائی کو ان شہداء کے حضور بطور نذرانہ دیا جائے تو بہتر ہے، لاکھ درجہ بہتر ہے، بلکہ راہ صواب یہی ہے۔ دوسری راہیں، راہ صواب نہیں ہیں۔ حق تعالیٰ ہم کو راہ صواب کی توفیق بخشے۔ آمین!

مولانا مفتی محمد راشد مدنی کا دورہ نوشہرہ

پہلا پروگرام ۲۰؍جون ۲۰۲۲ء کو دوپہر ساڑھے بارہ بجے ڈسٹرکٹ کونسل بار نوشہرہ میں ہوا جس میں کثیر وکلاء حضرات نے شرکت کی۔ مہمانوں کے وفد کو ایڈووکیٹ حافظ نواب علی، صدر کونسل بار فدا محمد اور جنرل سیکرٹری کونسل بار عثمان خان نے خوش آمدید کہا۔ مہمان خصوصی حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے ختم نبوت کے عنوان پر مدلل خطاب فرمایا۔ پروگرام میں حضرت مولانا قاری محمد اسلم حقانی، صوبائی مبلغ حضرت مولانا عابد کمال حقانی، مولانا مفتی حاکم علی حقانی سمیت کئی اور علماء نے شرکت کی۔

دوسرا پروگرام بعد از نماز عصر جامعہ ترتیل القرآن مسجد بابا کرم شاہ نیا محلّہ نوشہرہ میں منعقد ہوا جس میں جامعہ ہذا کے طلباء کرام کے علاوہ باہر سے بہت سے علماء کرام و مہمانان گرامی تشریف لائے یہاں پر مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے ختم نبوت و حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے عنوان پر مفصل خطاب فرمایا۔

یک روزہ ختم نبوت کورسز پشاور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کی طرف سے شہر میں مختلف مقامات پر کورس منعقد کئے گئے۔ اسی سلسلہ کے دو کورس ۲۱؍جون ۲۰۲۲ء کو دارالعلوم سادات پیر کلے اور دارالعلوم حمایت الاسلام غلجی کنڈ رخیل پشاور میں منعقد کئے گئے۔ جن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے مبلغ مفتی محمد راشد مدنی کے بیانات ہوئے۔ کثیر تعداد میں علماء و طلباء اور عوام الناس نے شرکت کی۔ عوام الناس کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور فتنہ قادیانیت کے متعلق سیر حاصل تیاری کرائی گئی۔ عوام سے قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کا مطالبہ بھی کیا گیا۔ کورس میں مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے مبلغ مولانا عابد کمال بھی ساتھ تھے۔

’’والتّین والزّیتون و طور سینین‘‘ کی تفسیر

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی: انتخاب: مولانا عتیق الرحمٰن

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ فرماتے ہیں بعض مفسروں نے کہا ہے کہ مراد انجیر سے اصحاب کہف کی مسجد ہے۔ کہ اس کے گرد انجیر کے جھاڑ بہت ہیں۔ اور مراد زیتون سے بیت المقدس کی مسجد ہے کہ گرد گرد اس کے یہ درخت کثرت سے ہیں۔ بعضوں نے کہا ہے کہ زیتون سے مراد زیتا کا پہاڑ ہے کہ وہ بیت المقدس سے مشرق کی طرف واقع ہے۔ بلند ہے مسجد اقصیٰ سے، اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جو کہ ازواج مطہرات آنحضرت ﷺ میں سے ہیں بیت المقدس کو تشریف لے گئیں اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھ کر فارغ ہوئیں۔ تو مسجد سے نکل کر طور زیتا پر تشریف فرما ہوئیں۔ وہاں پر بھی نماز پڑھی۔ پھر اس پہاڑ کے کنارہ پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ اسی جگہ سے لوگ قیامت کے دن متفرق ہوں گے کچھ بہشت کو جاویں گے اور کچھ دوزخ کو۔ یہ وہی پہاڑ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہاں سے آسمان پر لے گئے ہیں۔ اس مکان کی نصاریٰ بہت تعظیم کرتے تھے اور اس پہاڑ کے سر پر ایک فرنگن نے (اس کا نام ہیلانہ تھا) ایک کنیسہ بنایا تھا اور اس کے اندر ایک قبّہ بنایا تھا کہ اس کو مصعد عیسیٰ کہتے تھے۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے چڑھنے کی جگہ۔ ہوتے ہوتے وہ کنیسہ گر گیا۔

لیکن بالفعل اس پہاڑ میں حزنوب نبطی کا درخت ہے کہ قریب اس کے ایک مسجد بنائی ہے۔ اس مسجد کی پائیں میں ایک غار ہے۔ بہت لوگ اس مکان کی زیارت کے واسطے جاتے ہیں اور اس درخت کو خربوبۃ العشرہ کہتے ہیں۔ جب سلطان صلاح الدین نے بیت المقدس کو فرنگیوں کے ہاتھ سے فتح کر لیا تمام زمین زیتا کی شیخ احمد ہکاری کو اور شیخ علی ہکاری کو برابر آدھوں آدھ تقسیم کر کے وقف کر دی اور یہ قصہ سترہویں ذوالحجہ کے سال پانچ سو چوراسی (۵۸۴ھ) میں واقع ہوا اور وہ زمین اب تک ان دونوں شیخوں کی اولاد کے ہاتھ میں ہے۔ پس صورت اول میں اس جگہ کی قسم کھائی کہ اصحاب کہف کی ولایت کے انوار کی جگہ ہے۔ اور وہ لوگ پہلے گروہ ہیں اولیاؤں کے کہ فنا کی راہ چلے ہیں۔ بعد اس کے انوار نبوت عیسوی کی جگہ کی قسم یاد فرمائی اور بعد اس کے انوار موسوی کی جگہ کی قسم کھائی۔ بعد اس کے فرماتے ہیں وھـذا البلـد الامیـن اور اس شہر امانت والے کی یا امن والے کی۔ مراد اس شہر سے مکہ معظّمہ کا شہر ہے کہ جامعیت میں نہایت کو پہنچا ہے۔

اس لئے کہ ہر شہر قسم قسم کے لوگوں کو جیسے سپاہی اور سوداگر اور پیشے والے اور غنی اور فقیر اور عورت اور مرد اور سوا اس کے اور قسم قسم کی چیزوں کو جامع ہوتا ہے۔ جیسے بادشاہ اور حاکم اور مکانات متبرکہ اور مقام شہدا اور قبور اولیاء وانبیاء کی اور عبادت خانے اور مسجدیں اس میں ہوتی ہیں۔ طرح طرح کی بوٹیاں اور قسم قسم کے جانور، پرند اور چرند اس میں پرورش پاتے ہیں لیکن کسی شہر میں بیت اللہ یعنی خدا کا گھر کہ ہمیشہ تجلی الٰہی اترنے کی جگہ ہو اور سب مخلوق کی عبادت کا قبلہ ہو، نہیں ہے۔ مگر یہی ایک شہر یعنی مکہ معظّمہ کہ یہ بزرگی بھی اس کو نصیب ہوئی ہے اور اس سبب سے اس کو جامعیت کامل حاصل ہوئی ہے اور ان سب وصفوں کے ساتھ پیدا ہونے اور نبی ہونے اور خاتم الانبیاء ﷺ ہونے کی جگہ ہے۔ پس جامع ہے وحی محمدی ﷺ اسرار کا اور اس جناب کی نبوت اور ولایت کا نور اس میں ظاہر اور تاباں ہے۔ وہ نبوت اور ولایت نہایت جامع دوسری نبوتوں اور ولایتوں سے ہے۔ پس اس قسم میں بڑی ترقی ہوگئی جمعیت کی اگلی قسموں کی بہ نسبت گویا کہ یہ جمعیت ایسی جمعیت ہے کہ سب عالم اسفل کے اور عالم اعلیٰ کے اسراروں کو اور بھیدوں کو اپنے اندر سمیٹ لیا ہے۔ خالق اور خلق میں رلا ملا دیا ہے اور شہر مکہ ایک شہر ہے‘‘۔ (تفسیر عزیزی، پارہ عم سے اقتباس ص۲۷۳،۲۷۴)

حضرت مولانا مفتی خیر محمد بجیر مٹھی تھرپارکر کا وصال

حضرت مولانا مفتی خیر محمد بجیر ۲۷؍جون ۲۰۲۲ء کو وصال فرماگئے۔ اناللہ وانّا الیہ راجعون! آپ ۳؍اگست ۱۹۸۴ء کو مٹھی شہر تھرپارکر میں پیدا ہوئے۔ آپ نے حفظ نورانی مسجد مٹھی میں اور ابتدائی تعلیم درس نظامی مدرسہ نورالہدیٰ مٹھی میں حاصل کی۔ ازاں بعد مدرسہ نورالقرآن حمادیہ میں پڑھتے رہے۔ دورہ حدیث شریف مفتاح العلوم حیدرآباد میں شیخ الحدیث حضرت مولانا جان محمد مدظلہ کے ہاں کیا اور تخصص کے لئے جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی میں حضرت مولانا حبیب اللہ شیخ سے استفادہ کیا۔ فراغت کے بعد مدرسہ نورالہدیٰ مٹھی تھرپارکر کے صدر مدرس و تبلیغی مرکزی مسجد بلال مٹھی میں امامت وخطابت اور انتظامی امور کو سنبھالا۔ آپ امن کے داعی اور تمام مسالک کو متحد رکھنے والے انسان تھے۔ یہی وجہ تھی کہ تمام مسالک کے حضرات کے ہاں قابل قدر تھے۔ پختہ ونظریاتی عالم دین تھے۔ آپ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی وصوبائی رہنما تھے۔ ختم نبوت کے محاذ پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دست وبازو تھے۔ حضرت مولانا قاضی احسان مرکزی مبلغ عالمی مجلس سے بھائیوں جیسا تعلق تھا۔ آخری سانس تک اس تعلق کو شاندار طریقے سے نبھایا۔ جنازہ استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سائیں محمد صالح المراد مدظلہم نے پڑھایا۔ جنازے میں جماعت کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے مولانا مختار احمد وراقم مبلغین ختم نبوت نے شرکت۔ (مولانا محمد حنیف سیال)

نبوی لیل ونہار ...... مسنون دعائیں

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

__طاقت ور کون__: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا پچھاڑنے والا پہلوان نہیں بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو رکھ سکے۔ نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **لیس الشدید باالصرعة قالوا وما الشدید قال الذی یملک نفسه عند الغضب** فرمایا زیادہ پچھاڑنے والا پہلوان نہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا تو پھر پہلوان کون ہے؟ فرمایا جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو پا سکے۔

__غصہ آتے وقت کی دعا__: (۱) نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں دو آدمی آپس میں الجھ پڑے ایک آدمی کو بہت زیادہ غصہ آیا آپ نے ارشاد فرمایا۔ مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے اگر یہ کہہ لیتا تو غصہ ختم ہوجاتا۔ (وہ یہ ہے) **اعوذباالله من الشیطٰن الرجیم**! (۲) نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ کسی نے کوئی بات کی تو غصہ سے بھڑک اٹھا اور ایسی ویسی باتیں کرنے لگا تو آپ نے فرمایا بے شک میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں اگر یہ کلمہ کہہ لیتا تو اس کا غصہ ختم ہوجاتا: **اعوذباالله من الشیطٰن الرجیم**!

__جس مجلس میں شوروغل ہو اور ذکر اللہ نہ ہو__: (۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سرور دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی ایسی مجلس میں بیٹھے جس میں شوروغل زیادہ ہو وہاں سے اٹھنے سے پہلے یہ دعا پڑھے: ”**سبحانک ربّنا وبحمدک لااله الّا انت استغفرک واتوب الیک**“ (۲) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ k فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بھی کوئی شخص کسی مجلس سے اٹھنے لگے تو یہ دعا پڑھے: ”**لااله الّا انت استغفرک واتوب الیک**“ (۳) جو شخص کسی ایسی مجلس میں بیٹھے جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہو اور لوگ بغیر کسی ذکر کئے اٹھ کھڑے ہوں تو گویا وہ مردار گدھے کے پاس سے اٹھے ہیں۔ (۴) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی جگہ بیٹھا وہاں اللہ کا ذکر نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر ندامت ہوگی۔ جو شخص کسی جگہ کھڑا ہو وہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر ندامت ہوگی۔ جو شخص کسی جگہ لیٹے وہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر ندامت ہوگی۔ (۵) اور روایت میں ہے جو شخص کسی راستہ پر چلے اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے۔ اس پر ندامت (شرمندگی) ہوگی۔ (۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو لوگ کسی جگہ جمع ہوں اور حضور ﷺ پر درود شریف پڑھے بغیر اٹھ کھڑے ہوں تو وہ مردار سے بھی زیادہ بدبودار چیز سے اٹھے ہیں۔ (عمل الیوم واللیة)

انتخاب لاجواب ...... اسارت مالٹا

حافظ محمد انس

حضرت شیخ الہندؒ اور ان کے رفقاء کی اسارت مالٹا کے بارے میں حضرت مولانا مدنیؒ تحریر فرماتے ہیں: ”ہم میں سے بعض احباب کی رائے ہوئی کہ مولانا (حضرت شیخ الہند) اور ان کے ساتھ وحید احمد کو کہیں چھپا دیا جائے اور شب کو کسی دوسری جگہ روانہ کردیا جائے، باقی لوگوں کو دو چار دن قید رکھیں گے پھر چھوڑ دیں گے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، تھوڑی دیر کے بعد پولیس کا آدمی مجھ کو اور وحید کو بلانے کے لئے پہنچا، وحید وہاں نہیں تھا۔ مجھ کو حمیدیہ (مکہ مکرمہ پولیس اسٹیشن کا نام ہے) میں بلا کر لائے، پولیس کمشنر نے مجھ سے کہا تو انگریزی حکومت کو برا کہتا ہے، اب اس کا مزہ چکھ اور قید خانہ میں مجھ کو بھیج دیا۔“ یہ حضرات پہلے مصر پہنچائے گئے، وہاں سے قاہرہ کے قریب جزیرہ کے جیل خانہ میں ان کو رکھا گیا۔ پہلے ان سب کو الگ الگ کال کوٹھریوں میں رکھا گیا۔ ایک کو دوسرے کی خبر نہیں تھی۔ ان کوٹھریوں میں ایک طرف بالٹی رکھی تھی جس میں وضو، پاخانہ، پیشاب کرنے کا حکم تھا، اسی بالٹی پر ڈھکنا بھی ہوتا تھا، کوٹھری کا درازہ لکڑی کا تھا جس میں کوئی سوراخ نہ تھا، کوٹھری میں پشت کی جانب ایک روشن دان بہت اونچائی پر تھا جس سے ہوا اور دن کو روشنی آتی رہتی تھی۔ صبح کو ایک گھنٹہ اور شام کو ایک گھنٹہ کوٹھری کھول کر ہوا کھلانے کے لئے نکالتے تھے۔ اسی وقت بالٹی اٹھالے جاتے اور صاف کر کے پھر رکھ جاتے اور کمرہ میں جھاڑو دے جاتے تھے۔ ان کوٹھریوں میں الگ الگ رہتے ہوئے ان کے بیانات لئے گئے۔ ان کوٹھریوں میں ان کو رکھا جاتا ہے جن کو موت کی سزا دی جانی ہوتی۔ ان سب حضرات کو یہی خیال تھا کہ ان کو پھانسی دی جائے گی۔

بیانات وغیرہ کے بعد وہ وقت آیا کہ ان سب کو ایک ہی وقت میں ہوا خوری کی جگہ میں داخل کیا گیا، اس وقت سب سے پہلے ہر ایک نے ایک دوسرے سے یہی پوچھا کہ اس نے کیا بیان دیا، تو یہ خدا کا فضل وکرم تھا کے سب کے بیانات متفق تھے گویا مشورہ کر کے دیئے گئے ہوں۔

مولانا عزیر گل سے حدود کے واقعات، قبائل کے احوال، سید احمد شہید مرحوم ومغفور کے قافلہ کی خبریں، حاجی صاحب (حاجی عبدالغفور جو حدود کے بڑے پیر ہیں) وہ اس زمانہ میں انگریزی علاقہ سے اپنے اہل وعیال کو لے کر یاغستان چلے گئے تھے اور وہاں جا کر مشہور ہوا تھا کہ انہوں نے جہادی مرکز قائم کیا ہے۔ مولوی سیف الرحمٰن، مولوی عبیداللہ، مولوی محمد میاں وغیرہ وغیرہ حضرات کے متعلق زمین و آسمان

کی واہی تباہی باتیں پوچھیں، جن کا نہ سر تھا نہ پیر، مگر مولوی صاحب (مولانا عزیر گل) نے نہایت استقلال سے اپنے ولایتی اکھڑ پنے سے سب کا جواب دیا اور بہت ہی متین جواب دیا۔

مصر سے مالٹا: ۱۶؍جنوری ۱۹۱۷ء مطابق ۲۳؍ربیع الاوّل ۱۳۳۵ھ کو یہ حضرات مصر پہنچے تھے، وہاں پورا ایک مہینہ ان کے بیانات وغیرہ میں گزر گیا پھر ان کو مالٹا بھیج دیا گیا۔ ۲۱؍فروری ۱۹۱۷ء مطابق ۲۹؍ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ کو یہ حضرات مالٹا پہنچے، جہاں ۲۱؍اپریل ۱۹۲۰ء ۱۳؍رجب ۱۳۳۸ھ تک قیام رہا۔ اسی اثناء میں گورنر یوپی مسٹر مسٹن کا چیف سیکرٹری مسٹر برن ان حضرات کے جذبات کا اندازہ کرنے اور خیالات کا جائزہ لینے کے لئے مالٹا پہنچا اور ان حضرات سے گفتگو کی۔

مولانا مدنیؒ فرماتے ہیں: ''اواخر جنوری یا ابتداء فروری ۱۹۱۸ء میں ایک روز ہم سب کو صبح کے وقت آفس میں بلایا گیا۔ ہمیں ایک طرف کرسیوں پر بٹھا دیا گیا، کچھ وقفہ کے بعد کماندار اور اس کے ساتھ ایک بڈھا انگریز آیا اور ہم سب سے ہاتھ ملا کر بیٹھ گیا۔ اس بڈھے نے اردو میں باتیں کیں اور مزاج پرسی وغیرہ شروع کردی۔ مولوی عزیر گل نے خیال کیا کہ یہ سنسر ہے اس دفتر میں ملازم ہو کر آیا ہے۔ اس نے جب خطوط اور پارسلوں کی نسبت سوال کیا تو انہوں نے نہایت بے رخی سے کہا کہ آپ ہم سے کیا پوچھتے ہیں اپنے دفتر میں دیکھ لیجئے۔ اسی طرح اور بھی کچھ اکھڑی اکھڑی باتیں کیں۔ اس نے کہا آپ عزیر گل ہیں؟ ان کو اس واقفیت پر تعجب بھی ہوا اور پھر غالباً ان کے مسکن اور شہر وغیرہ کا بھی ذکر کیا۔ اس وقت ان کا تعجب کچھ زیادہ ہوا اور اس نے اپنا ہندوستان آنا اور انگلستان کا قصد کرنا بیان کیا۔'' مختلف اوقات میں اعمال سلوک تعلیم کردہ حضرت مولانا مرحوم میں مشغول رہتے تھے، پھر کچھ وقت قرآن شریف یاد کرنے میں بھی صرف کرتے تھے، انہوں نے زبان ترکی سیکھنے کی طرف بھی توجہ کی اور تھوڑے ہی دنوں میں بحمداللہ اچھی خاصی ترکی بولنے لگے، اس کے بعد انگریزی زبان کی طرف متوجہ ہوئے، مگر سوء بخت یا خوش نصیبی نے اس میں دستگیری نہ کی، ان کو حسب خواہش کوئی استاذ نہ ملا اور کچھ طبعی عدم استقلال بھی اس کے کمال سے مانع ہوا۔'' (سفرنامہ اسیر مالٹا ص ۱۱۸)

مالٹا سے رہائی: تین برس دو ماہ مالٹا میں قیام رہا۔ ۲؍جمادی الثانی ۱۳۳۸ھ کو اسارت گاہ مالٹا سے خارج کیا گیا اور فوجی گاڑی کے ساتھ سنگینوں کے پہرے میں ان کو سویس پہنچایا گیا، پونے دو ماہ یہاں زیر حراست رکھا گیا، بالآخر ۲۰؍رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ ۸؍جون ۱۹۲۰ء کو بمبئی پہنچا کر ان حضرات کو رہا کر دیا گیا۔ مولانا عزیر گل صاحب جس طرح دیوبند میں حضرت شیخ کے خادم خاص تھے، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور اسارت مالٹا کے زمانہ میں بھی خادم خاص رہے، اب بھی وہ خادم خاص تھے، دیوبند پہنچے تو آپ کا مسکن بھی آستانہ شیخ الہند رہا۔ (کوہ گراں ص ۲۶ تا ۳۰، از جناب فاروق قریشی)

سودی نظام سے پاک پاکستان

الحاج زاہد مقصود احمد قریشی

سودی نظام کے خاتمے کے لئے وفاقی شرعی عدالت نے جو فیصلہ دیا ہے اس کا تمام دینی حلقوں میں خیر مقدم کیا جارہا ہے اور اس پر عملدرآمد کا ہر طرف سے مطالبہ کیا جارہا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد اسٹیٹ بینک آف پاکستان کا افتتاح کرتے ہوئے بانی پاکستان نے واضح اعلان کیا تھا کہ پاکستان کا معاشی نظام مغربی اصولوں پر نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات کے حوالے سے تشکیل دیا جائے گا، مگر ان کی وفات کے بعد اس اعلان پر عمل نہ ہوسکا حتی کہ بعد میں بننے والے متفقہ دستور میں بھی سودی قوانین کے خاتمہ کا اعلان ہوا مگر معاملات حسب سابق چلتے رہے تاآں کہ جنرل ضیاء الحق کے دور میں وفاقی شرعی عدالت قائم ہوئی اور اس کو اختیار دیا گیا کہ وہ خود یا کسی شہری کی درخواست پر ملک کے کسی قانون کو قرآن وسنت کے خلاف سمجھے تو حکومت کو اس قانون کو ختم کرنے کی ہدایت کرسکتی ہے۔

اس دوران اسلامی نظریاتی کونسل نے غیر سودی نظام کے لئے جامع سفارشات حکومت کو پیش کیں مختلف حلقوں نے اور شخصیات نے سودی قوانین کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کردیا۔ جس پر سالہا سال کی سماعت کے بعد وفاقی شرعی عدالت نے حکومت کو ملک میں سودی قوانین کے خاتمے اور ان کے متبادل اسلامی قوانین کے نفاذ کی ہدایت کردی جسے سپریم کورٹ میں چیلنج کیا گیا۔ سپریم کورٹ نے بھی وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کو برقرار رکھتے ہوئے حکومت کو سودی قوانین ختم کرنے کی واضح ہدایت کردی، مگر ان پر عملدرآمد کی بجائے اس پر نظرثانی کی اپیل دائر کردی۔ سپریم کورٹ نے وفاقی شرعی عدالت کو اس کیس کی دوبارہ سماعت کا حکم جاری کردیا۔ یہ کیس دوبارہ وفاقی شرعی عدالت میں آنے کے بعد دس سال تک سردخانے میں پڑا رہا۔ اس پس منظر میں وفاقی شرعی عدالت کا یہ فیصلہ خوش آئند ہے اور بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے کیونکہ تمام تر تحفظات کا تفصیل کے ساتھ جائزہ لے کر ان کا مکمل اور تفصیلی جواب دیا گیا ہے اور اب بظاہر کوئی ایسا اشکال باقی نہیں رہا، جس کا حل اس فیصلے میں موجود نہ ہو۔ یہ فیصلہ صرف بینکاری کے دائرے میں ہی نہیں ہے بلکہ اس میں ملک کے نظام معیشت کے تمام شعبوں کو پانچ سال کے اندر اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھال دینے کا دوٹوک حکم دیا گیا ہے۔ جس پر عدالت کے تمام جج صاحبان اور اس کیس کو مستقل استقامت کے ساتھ لڑنے والے وکلاء مبارک باد کے مستحق ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ پھر سے اپیل در اپیل کے چکر میں

پڑنے کی بجائے اس فیصلے کو تسلیم کرنے کا واضح اعلان کرے اور طے شدہ مدت کے اندر اس حکم کی تکمیل کا عملی پروگرام تشکیل دے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئر مین ڈاکٹر قبلہ ایاز نے بھی وزارت خزانہ اور مالیاتی اداروں سے اپیل کی ہے کہ وہ وفاقی شرعی عدالت کے خلاف اپیل میں جانے کی بجائے اس پر عملدرآمد کا اہتمام کریں۔ اسلامی نظریاتی کونسل اس سلسلے میں متعلقہ اداروں کے ساتھ مکمل تعاون کرے گی کیونکہ اس وقت ہمارے معاشی بحران کی اصل جڑ سودی نظام معیشت ہے۔ وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ ایک گولڈن چانس ہے جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ملکی نظام معیشت کو سودی نظام سے نکالنے کی سنجیدگی سے کوشش کی جائے۔ اس فیصلے کے بعد ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ حکومت اس فیصلے پر عملدرآمد کو یقینی بناتے ہوئے معیشت اور اقتصادیات کو سود سے پاک کرنے کی کوشش کرتی لیکن ہوا اس کے بالکل برعکس۔ سودی نظام انسانیت کے لئے زہر قاتل ہے اور معاشرے کی تباہی کے سوا کچھ نہیں۔ سودی نظام بظاہر جتنا بھی پھلتا پھولتا نظر آئے در حقیقت معیشت کی تباہی کا باعث بن کر رہتا ہے۔

آج پوری قوم اس بات کا نظارہ کر رہی ہے کہ ابتدا سے ہمارے ہاں سودی نظام معیشت رائج ہے لیکن اس کے باوجود پاکستانی معیشت تباہی سے دوچار ہے جو جو صنعتیں کارخانے اور کاروبار سود پر چل رہے ہیں آپ ان کا حال جاننے کی کوشش کریں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ جس بھی کاروبار میں سود شامل ہوا وہ کاروبار انجام کار تباہی سے دوچار ہوا اگر سودی نظام معیشت کا فائدہ ہوتا تو کیا معاشرے میں غربت اور افلاس میں اضافہ ہوتا سود نے جہاں غربت افلاس اور بے روزگاری میں اضافہ کیا وہاں دوسری طرف ملکی دولت اور سرمایہ پر چند کرپٹ لوگوں کی اجارہ داری قائم کر کے انہیں بدمعاشیوں، عیاشیوں اور اخلاقی گراوٹ کے مظاہروں پر لگا دیا۔ چنانچہ آج جو ویلنٹائن ڈے اور بسنت سے لے کر میرا جسم میری مرضی اور ہم جنس پرستی سے لے کر جرائم پیشہ افراد کی سرپرستی تک بے حیائی عیاشی اور بدمعاشی کے طوفان جو اٹھے ہوئے ہیں یہ سب سود ہی کی لعنتیں ہیں۔ اس وقت پاکستان میں معیشت تباہی سے دوچار ہے۔ ہمارا اقتصادی سسٹم مکمل طور پر تباہی سے دوچار ہے اس کی وجہ صرف اور صرف یہ سودی نظام ہے کیونکہ سود ایک ایسا مہلک گناہ اور شدید جرم ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے بڑی تاکید کے ساتھ مسلمانوں کو منع کیا ہے۔ قرآن اور حدیث میں سود کی حرمت اور اس کی تباہ کاریوں کے بارے میں بے شمار ارشادات موجود ہیں جس کی بنیاد پر وفاقی شرعی عدالت نے یہ فیصلہ صادر فرمایا اس فیصلے کو پورے ملک میں سراہا گیا لیکن افسوس کہ اسٹیٹ بینک اور دیگر بینکوں نے اس تاریخ ساز فیصلے کو ایک بار پھر سپریم کورٹ میں چیلنج کر دیا۔ سود کی حرمت نصوص قطعیہ سے ثابت ہے جس میں کسی تاویل کی تو کیا شک وشبہ کی بھی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

ان بینکوں اوران میں بیٹھے سیکولر دماغوں پر جتنا بھی افسوس کیا جائے وہ کم ہے، لہٰذا مسلمانان پاکستان اپنے نبی کریم ﷺ کے ساتھ اپنے عشق ومحبت کے دعوے میں سچے ہیں تو ان کو چاہیے کہ ان بینکوں کا مکمل بائیکاٹ کریں، کیونکہ ان بینکوں کے ساتھ تعاون کرنا سود کو فروغ دینا ہے اور سود کو فروغ دینا اللہ کی لعنت، قہر، غضب اور تباہی وہلاکت کو دعوت دینا ہے جن لوگوں کی رقوم ان بینکوں میں پڑی ہے وہ مسلمان قابل صد افسوس ہیں اس سب کے باوجود بھی کوئی مسلمان ان بینکوں کے ساتھ تعاون کرتا ہے تو اسے اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے سودی نظام کے تحت چلنے والے بینک اوران کے ساتھ تعاون کرنے والے لوگ اس ملک میں سودی نظام کو فروغ دینے کے اصل ذمہ دار ہیں۔

یہی ادارے اور لوگ اس ملک کی معیشت کو تباہ کرنے کے سب سے بڑے مجرم ہیں اس حوالے سے یاد رہے کہ سب سے پہلے جمعیت علماء اسلام کے کارکن اور حضرت مولانا مفتی محمود رحمتہ اللہ علیہ کے رفقاء خاص خواجہ محمد زاہد شہید مرحوم اور حاجی عزیز الرحمٰن مرحوم نے جمعیت کی مرکزی قیادت کے مشورے اور حکم سے وفاقی شرعی عدالت میں ۱۹۸۸ء میں سودی نظام کے خلاف رٹ دائر کی تھی۔ اس وقت یہ سوال اٹھایا گیا تھا کہ سودی نظام کا متبادل کیا ہوگا؟ اس پر درخواست گذار زاہد شہید مرحوم اور ساتھیوں نے کام کیا اور دنیا بھر میں معاشی حوالے سے مشہور علماء کرام کے پاس جا جا کر ایک دستاویز مرتب کی اور اسے عدالت میں پیش کیا۔ اس وقت کے وفاقی شرعی عدالت کے جج مفتی محمد تقی عثانی مدظلہ نے اس دستاویز میں مزید اور مفید اضافہ جات کرتے ہوئے سود کے خاتمے کا نہ صرف حکم جاری کیا تھا بلکہ اس کے متبادل کے طور پر حکومت کو نظام بھی دیا تھا۔ اس وقت بھی حکومت وقت نے اس حکم کے خلاف سپریم کورٹ میں چیلنج کر کے اسٹے آرڈر لیا تھا اور اب جون ۲۰۲۲ء میں بعض بینکوں کی جانب سے شریعت کورٹ کے فیصلے کو چیلنج کرنے کی جب بازگشت سنائی دی تو ۲۷ جون ۲۰۲۲ء کو جمعیت علماء اسلام کے پارلیمانی لیڈر مفتی اسعد محمود نے ایوان میں اس کے خلاف سخت ردعمل دیا اور گورنمنٹ سے پوچھا کہ یہ بینک کس کی اجازت اور مرضی سے یہ اپیل کررہے ہیں حکومت کو اگر معاشی نظام کی ترویج میں کوئی ابہام ہے تو جمعیت علماء اسلام اپنے ماہر معاشی علماء کے ذریعے دور کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس لئے گورنمنٹ اس فیصلے کو واپس لے۔ بعدازاں اگلے روز قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم نے ازخود وزیراعظم سے ملاقات کی اور اس حوالے سے اپنے تحفظات سے آگاہ کیا۔ جس پر وزیراعظم نے فوری طور پر احکامات جاری کرتے ہوئے نیشنل بینک کو سود کے خلاف پٹیشن دائر کرنے سے روک دیا ہے۔

مناظرۃ الہند الکبریٰ یعنی ہندوستان کا عظیم مناظرہ

قسط نمبر 8 ...... متکلم اسلام مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ ...... ترجمہ: مولانا غلام رسول دین پوری

''شیخ رحمت اللہ کیرانویؒ'' کا ''پادری فنڈر'' کے نام چھٹا خط

چونکہ ''پادری فنڈر'' نے عجلت سے کام لے کر ''شیخ کیرانویؒ'' کے اشکالات کو دور کر دیا۔ اب ''شیخ کیرانویؒ'' کو کوئی اشکال نہیں رہا، اب وقت کی تبدیلی کے بارے میں بھی گفتگو فضول سمجھی اور ''پادری فنڈر'' کی ہر بات کو تسلیم کر لیا۔ البتہ اس نے جو مناظرہ کا ایک موضوع ''نبوت محمدی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ و السلام) کا اثبات'' رکھا تھا، ''شیخ کیرانویؒ'' کو اس موضوع سے انکار نہیں تھا لیکن آپ چاہتے تھے کہ عیسائیت کے بنیادی عقائد پر گفتگو ہو جائے، پھر اس موضوع کو لیا جائے کیونکہ مسلمان تین وجوہ سے عیسائیت کی تردید کرتے ہیں۔

(۱): ایک تو یہ کہ شریعت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ و السّلام) ادیان وشرائع سابقہ کے لئے ناسخ ہے، دینِ موسوی و دینِ عیسوی سب منسوخ ہو چکے ہیں۔

(۲): دوسری بات یہ کہ تورات وانجیل میں تحریفات کر کے دونوں آسمانی کتابوں کی صداقت کو اس قدر داغدار بنایا گیا ہے اب پتہ نہیں چلتا کہ کون خدا کا کلام ہے؟ اور کون یہودیوں وعیسائیوں کے ہاتھ کا کرشمہ ہے؟ اس لئے دونوں کتابیں اب ناقابلِ اعتبار ہو گئی ہیں۔

(۳): تیسری بات یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک نبوت کا جو سلسلہ ہے، اس سلسلہ میں تمام پیغمبروں کا بنیادی عقیدہ، عقیدۂ توحید ہے، اور سب پیغمبروں نے خصوصیت سے اس عقیدہ کی دعوت دی ہے، جبکہ عیسائیت ''تثلیث'' کی قائل ہے۔ اس لئے عیسائیت اب ایک باطل مذہب ہے، تو ''شیخ رحمت اللہ کیرانویؒ'' یہ چاہتے تھے کہ ان تین مسئلوں پر اگر مدلل بحث ہو جاتی تو عیسائیت کی ساری بنیاد ہی منہدم ہو جاتی اور عوام اس یقین کے ساتھ ''مناظرہ گاہ'' سے واپس ہوں کہ عیسائیت ایک باطل مذہب ہے اس لئے آپ نے ''نبوت محمدی (ﷺ) کے اثبات'' سے قبل ''تثلیث'' کے مسئلہ پر گفتگو کو مناسب سمجھا اور یہی بات آپ نے ''پادری فنڈر'' کے خط کے جواب میں تحریر فرمائی: و ھو ھذا:

''آپ کے دو گرامی نامے موصول ہوئے ان سے معلوم ومنکشف ہوا کہ آپ ''نسخ وتحریف'' کے مسئلے پر مباحثہ کے بعد ''حضرت خیر البشر (ﷺ) کی نبوت پر مباحثہ چاہتے ہیں۔ وقت کی تبدیلی آپ کو پسند

نہیں۔ اسی وجہ سے آپ نے ''ڈاکٹر محمد وزیر خان'' کے لئے ''ڈاکٹر مسٹر ماری'' سے اجازت طلب فرمائی ہے۔ میں ''نسخ وتحریف'' کے مسئلوں پر بحث کے بعد ''تثلیث'' کے مسئلہ پر گفتگو کو بہتر سمجھتا ہوں! پھر اس کے بعد ''نبوتِ محمدی (ﷺ)'' پر مباحثہ ہوگا، کیونکہ ''تثلیث'' اور ''نبوتِ محمدی (ﷺ)'' مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان سخت نزاعی مسئلے ہیں۔ اہلِ اسلام ''تثلیث'' کا انکار کرتے ہیں اور ''نبوتِ محمدی (ﷺ)'' کا اثبات کرتے ہیں جبکہ عیسائی حضرات اس کے برعکس ''تثلیث'' کو مانتے ہیں اور ''نبوتِ محمدی (ﷺ)'' کا انکار کرتے ہیں۔ آپ نے اپنی کتاب (میزان الحق) میں تحریر کیا ہے کہ ''تثلیث'' کا انکار خود ''نبوتِ محمدی (ﷺ)'' کے بطلان کی دلیل ہے۔ آپ کے خیال کے مطابق ''تثلیث'' پر ''نبوتِ محمدی (ﷺ)'' کے ابطال کا دارومدار ہے۔

اگر وقت کی تبدیلی آپ کو منظور نہیں تو میں بخوشی اسی وقت کو منظور کرتا ہوں! کیونکہ ''ڈاکٹر محمد وزیر خان'' کی حاضری کا مسئلہ تھا وہ آپ نے افسرِ بالا سے کہہ کر اور اجازت لے کر حل کر دیا ہے۔ میں ان شاء اللہ! وقت پر حاضر ہو جاؤں گا! لیکن یاد رکھیں! میں نے ۳۰ مارچ کے پانچویں خط میں لکھا تھا کہ سوائے اتوار کے روزانہ آپ کی حاضری ضروری ہے۔ آپ کی طرف سے کوئی مجبوری ظاہر نہیں کی گئی۔ اس لئے اتوار کی غیر حاضری پر مجھے اب کوئی اعتراض نہیں ہوگا''۔

رحمت اللہ کیرانویؒ ...... ۲ رجب المرجب ۱۲۷۰ھ، مطابق یکم اپریل ۱۸۵۴ء

''پادری فنڈر'' کا جواب:

اب تک ''پادری فنڈر'' کی طرف سے مناظرہ کی تاریخ مقرر نہیں ہوسکی تھی جبکہ مسلسل روزانہ خط و کتابت کا سلسلہ جاری تھا۔ کوئی نہ کوئی پیچیدگی یا الجھاؤ پیدا ہو جاتا تھا لیکن ''شیخ رحمت اللہ کیرانویؒ'' برابر طور پر ضبط وتحمل سے کام لیتے رہے، اس راہ کی ساری مشکلات تنِ تنہا دور کرتے چلے گئے۔ ان خطوط سے آپ کے تدبر، دوراندیشی، مناظرانہ صلاحیت واستعداد، اور مستقل مزاجی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ چونکہ دل میں عزم راسخ قائم ہو چکا تھا کہ ''پادری فنڈر'' کی زبان بند کرنے کے لئے ہر قسم کی مشکلات اور دشواریوں سے پنجہ آزمائی کرنی ہے اس لئے سب کچھ ہنسی خوشی برداشت کرتے رہے۔ اب سفینہ ساحل کے قریب آرہا ہے اس لئے ''پادری فنڈر'' کی ہر تجویز کی حتی الامکان تائید کرتے چلے جارہے تھے۔ دوسری طرف ''پادری فنڈر'' کو بھی یقین ہو چکا تھا کہ یہ شخص عزم راسخ اور بہت مضبوط ارادے کا مالک ہے اس کے لئے پائے ثبات میں کہیں بھی اور کبھی بھی ادنیٰ سی تھرتھراہٹ نظر نہیں آتی، اس لئے ''پادری فنڈر'' بھی ''شیخ رحمت اللہ

کیرانویؒ‘‘ کی ہر تجویز کو منظور کر لینے پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہے بریں بنا ’’شیخ رحمت اللہ کیرانویؒ‘‘ کو لکھا:

’’میرے دونوں خطوں کے جواب میں آپ کا مکتوب گرامی ملا، کاشفِ حال ہوا، آپ نے بلا وجہ ’’نبوتِ محمدی (ﷺ)‘‘ کے اثبات کو ’’تثلیث‘‘ پر بحث کے بعد مؤخر کر دیا، جبکہ میں نے ’’تثلیث‘‘ پر بحث سے پہلے ’’اثباتِ نبوتِ محمدی (ﷺ)‘‘ کو ضروری قرار دیا تھا، میں نے آپ کی تجویز مان لی تھی کہ ’’نسخ وتحریف‘‘ پر سب سے پہلے بحث ہوگی تو آپ کو بھی میری تجویز مان لینی چاہئے تھی، مگر پھر بھی میں آپ کی تجویز منظور کرتا ہوں! کہ ’’نبوتِ محمدی (ﷺ)‘‘ کے اثبات سے پہلے ’’تثلیث‘‘ پر بحث ہو جائے! بشرطیکہ آپ ’’اثباتِ نبوتِ محمدی (ﷺ)‘‘ کے بغیر مناظرہ ختم نہ کریں۔ میں نے اپنے ۳۰ مارچ کے (پانچویں) خط میں لکھا تھا کہ میری اور انگریز معززین کی روزانہ ’’مجلسِ مناظرہ‘‘ میں حاضری ممکن نہیں ہے وہاں صرف اتنا ہو سکتا ہے کہ ہر ہفتہ میں کچھ دن مقرر کر دیئے جائیں گے جن میں ہماری حاضری ہوگی، اور یہ بھی ’’پادری فرنچ‘‘ کی سفر سے واپسی کے بعد ہی طے کیا جا سکے گا؟ ہاں! میرا خیال ہے کہ پہلے ہفتہ میں دو جلسوں ونشستوں سے زیادہ نہیں ہو سکے گا، کیونکہ اس ہفتہ میں ’’یوم صلیب‘‘ ہے۔ ہم دوسرے کاموں میں مصروف ہوں گے، البتہ اس کے بعد کے ہفتوں میں میرا غالب گمان ہے کہ ہر ہفتہ میں تین یا چار دن مقرر کر دیئے جائیں گے‘‘۔

پی۔ فنڈر ...... ۳؍اپریل ۱۸۵۴ء

’’شیخ رحمت اللہؒ‘‘ کا ساتواں خط

’’پادری فنڈر‘‘ کے اس خط کے بعد ’’شیخ رحمت اللہ کیرانویؒ‘‘ نے اس کے خط کی وصول یابی کی اطلاع کے طور پر خط لکھا اور اس کے تحریر کردہ تمام پروگراموں کو حرف بہ حرف تسلیم کیا، چنانچہ ’’شیخ رحمت اللہؒ‘‘ نے لکھا: ’’آپ کا گرامی نامہ ملا، تفصیلات منکشف ومعلوم ہوئیں! آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ’’اثباتِ نبوتِ محمدی (ﷺ)‘‘ پر ’’تثلیث‘‘ کی بحث اس شرط پر مقدم کرنا منظور ہے کہ آپ ’’تثلیث‘‘ پر بحث کے بعد ’’اثباتِ نبوتِ محمدی (ﷺ)‘‘ پر بحث کے لئے مکمل طور پر تیار رہیں! جب تک کہ یہ بحث پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ جائے۔ آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ پہلے ہفتہ میں دو دنوں سے زیادہ حاضر نہیں ہو سکتے کیونکہ اس ہفتہ میں آپ کے خیال کے مطابق ’’یوم صلیب‘‘ ہے اور اس کے بعد کے ہفتوں میں (ترتیب یہ ہوگی کہ) ہر ہفتہ میں تین یا چار نشستیں اور جلسے رکھے جائیں گے۔ مجھے آپ کی تحریر کردہ یہ سب شرطیں اور باتیں منظور ہیں اور ’’تثلیث‘‘ پر بحث کے بعد ’’اثباتِ نبوتِ محمدی (ﷺ)‘‘ میری ذمہ داری ہوگی، یہ بھی مجھے تسلیم ہے! جب آپ کی طرف سے کوئی عذر نہیں ہے تو میری جانب سے بھی کوئی عذر نہیں ہے۔ چاروں متنازع فیہ مسائل کے تصفیہ کے لئے ایک مدت درکار ہے اور میں دیارِ غیر میں پڑا ہوا ایک مسافر ہوں! پہلے ہفتہ میں دو جلسوں سے

زیادہ نہ ہونے کا عذر صحیح ہے البتہ دوسرے ہفتوں میں اگرچہ ''جلسہ اور نشست'' روزانہ نہیں ہے پھر بھی یہ طے فرمالیں کہ ہر ہفتہ میں قطعی طور پر چار اجلاس ہوتے رہیں گے''۔

رحمت اللہ کیرانویؒ ...... ۵ رجب المرجب ۱۲۷۰ھ، مطابق ۴/اپریل ۱۸۵۴ء

''پادری فنڈر'' کا خط

ہر طرح کی گفتگو کے بعد مناظرہ طے ہوگیا، مقام مناظرہ، موضوعِ مناظرہ، جلسوں ونشستوں کی تعداد وغیرہ سب کچھ طے ہوگیا، ابھی تک تاریخ مناظرہ طے نہیں ہوئی تھی کہ ''پادری فنڈر'' نے ایک غیر متعلق مسئلہ چھیڑ دیا۔ اس کی وجہ بدنیّتی بھی ہوسکتی ہے اور یہ بھی کہ ''پادری فرنچ'' کی غیر موجودگی میں غیر متعلقہ بحث چھیڑ کر ''شیخ رحمت اللہؒ'' کے ذہن کو منتشر کردوں تاکہ مناظرہ ملتوی ہوجائے یا سرے سے مجمعِ عام میں مناظرہ کی نوبت ہی نہ آئے! واللہ اعلم اس کا کیا مقصد تھا؟

بہرحال! ''پادری فنڈر'' نے ایک غیر متعلق سوال چھیڑتے ہوئے ''شیخ رحمت اللہ کیرانویؒ'' کو خط لکھا:

''آج میں آپ کی تالیفات میں سے ایک کتاب ''ازالۃ الاوھام'' کا مطالعہ کررہا تھا تو اس کے صفحہ ۱۵ کے آخر میں یہ عبارت لکھی ہوئی دیکھی: ''**ما کتب القسیس فندر فی ''حل الاشکال'' من انہ لم تظھر عبادۃ الاصنام من نبی، فمن اعجب الافادات**'' بندہ (فنڈر) راقم الحروف کو بالکل یاد نہیں کہ میں نے یہ عبارت لکھی ہے، آپ نے اپنی کتاب ''ازالۃ الاوہام'' میں میری کتاب کا صفحہ نمبر تحریر نہیں فرمایا ہے کہ میں اس کو دیکھ سکوں! بڑا کرم ہوگا کہ آپ میری کتاب کا صفحہ نمبر ضرور تحریر فرمادیں! جہاں میں نے یہ عبارت لکھی ہے''

پی۔ فنڈر ۵/اپریل ۱۸۵۴ء

''شیخ رحمت اللہ کیرانوی'' کا آٹھواں خط

''شیخ رحمت اللہ کیرانویؒ'' نے اس غیر متعلق سوال کو سرے سے پسند ہی نہیں فرمایا اور ''قبل از مرگ واویلا'' سمجھتے ہوئے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ یہ لکھا:

''آپ کا گرامی نامہ ملا، کاشف احوال مافیہ ہوا، مناظرہ میں چار مسئلوں پر مباحثہ طے ہوچکا ہے جو اہلِ اسلام اور مسیحیوں کے مابین مختلف فیہ مسائل میں سے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں میری خواہش ہے کہ جب تک ان مسائل پر مکمل طور پر فیصلہ کن بحث نہ ہوجائے کسی دوسرے مسئلہ کو ہرگز نہ چھیڑا جائے، دونوں فریق کو اس کی پابندی ضروری ہے۔ ہاں! یہ ہوسکتا ہے کہ تقریری مناظرہ کے وقت زیر بحث مسئلہ سے متعلق اپنے حریف کی کسی کتاب میں کوئی بات پاتا ہے تو اس کے متعلق پوچھ سکتا ہے اور دوسرے فریق کو لازمی طور پر اس

کا جواب دینا بھی ضروری ہوگا۔ اگر آپ تقریراً یا تحریراً کسی غیر متعلق مسئلہ کو پوچھنا ہی چاہتے ہیں تو مناظرہ ختم ہونے کے بعد پوچھ سکتے ہیں، میں بکمالِ رضا و رغبت سنوں گا اور اپنی بساط کے مطابق جواب دوں گا! لیکن جب تک متعینہ اور طے شدہ مسائل پر گفتگو نہ ہو جائے غیر متعلقہ سوال و جواب کی اجازت نہیں ہوگی۔ بعد ازاں ہر قسم کے سوال کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں اور اگر کسی بات کے متعلق میں مناسب سمجھوں گا تو آپ سے دریافت کرلوں گا۔''　　رحمت اللہ کیرانویؒ...... ۷؍رجب المرجب ۱۲۷۰ھ، مطابق ۶؍اپریل ۱۸۵۴ء

''پادری فنڈر'' کا خط:

''پادری فنڈر'' نے اپنے آخری خط میں مناظرہ کی قطعی تاریخ کی اطلاع دے دی اور اپنے غیر متعلق سوال کے بارے میں بھی صفائی پیش کردی، چنانچہ ''شیخ کیرانویؒ'' کے نام اپنے خط میں لکھا:

''گزشتہ رات ''پادری فرنچ'' آگئے، یہ طے کرلیا گیا ہے کہ آئندہ دو دن مسلسل سوموار اور منگل یعنی ۱۰، ۱۱؍اپریل کو طے شدہ وقت پر مقام مجوّزہ میں مجلس مناظرہ منعقد ہوگی، پھر اس کے بعد ہفتہ میں راقم الحروف کو فرصت نہیں ہوگی جیسا کہ میں نے اس سے پہلے (عید صلیب کے متعلق) آپ کو لکھا تھا، پھر دوسرے ہفتہ میں مجلس مناظرہ منعقد ہوگی، یہ اطلاعاً عرض ہے۔ مناظرہ بالترتیب انہی مسائل پر ہوگا جو طے شدہ ہیں۔ (۱) نسخ (۲) تحریف (۳) الوہیت مسیح (۴) تثلیث کے مسائل۔

آپ سوالات پیش کریں گے اور راقم آپ کے سوالات کا جواب دے گا۔ پھر راقم ''نبوت محمدی (ﷺ)'' پر آپ سے اپنے اعتراضات پیش کرے گا اور آپ ان کا جواب دیں گے!

میں نے اس سے پہلے والے خط میں آپ سے ''حل الاشکال'' کے اس صفحہ کی نشاندہی چاہی تھی جس کا حوالہ آپ نے اپنی کتاب میں دیا ہے میرا اس سوال سے اور کوئی مقصد نہیں تھا مگر آپ نے اس کا جواب دوسرے انداز سے دیا۔ بات صرف اتنی تھی کہ میں آپ کی کتاب ''ازالۃ الاوہام'' کا مطالعہ کررہا تھا اس میں میرے ایک فقرے اور جملے کا حوالہ تھا میں نے بہت غور کیا لیکن مجھے یاد نہیں آیا کہ میں نے کہاں پر یہ جملہ لکھا ہے، اس لئے بلاتکلف آپ سے پوچھ لیا تاکہ میں اپنی کتاب ''حل الاشکال'' دیکھ لوں! کہ میں نے کیا لکھا ہے؟ میں اس سے خلط مبحث نہیں کرنا چاہتا تھا، مگر آپ نے کچھ اور ہی سمجھ لیا۔ بہرحال! میں ہر طرح سے خوش ہوں! مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں، میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ دورانِ مناظرہ میری تصانیف سے جن مسائل کے متعلق سوال کرنا چاہیں کرسکتے ہیں! بس! شرط یہ ہے کہ اس مسئلہ کا تعلق زیر بحث مسئلہ سے ضرور ہو! غیر متعلق مسئلہ نہ ہو جیسا کہ آپ نے خود ہی (اپنے مکتوبات و خطوط میں) وضاحت کردی ہے''۔　　پی۔ فنڈر ...... ۷؍اپریل ۱۸۵۴ء

جاری ہے!

سوانح وافکار ...... امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ۲۳ ستمبر ۱۸۹۲ء کو سید ضیاء الدین احمد کے ہاں پٹنہ میں پیدا ہوئے۔ ابھی آپ بچے ہی تھے کہ آپ کی والدہ محترمہ انتقال فرماگئیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے امرتسر میں حضرت مولانا مفتی محمد حسن کے ہاں تشریف لائے۔ حدیث شریف حضرت مفتی صاحب اور تفسیر قرآن مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی سے پڑھی اور یہیں سے ۱۹۱۶ء میں آپ نے اپنی خطابت کا آغاز کیا۔ ۱۹۱۹ء میں کوچہ جیل خانہ کے مسلمان آپ کو مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی سے اپنی مسجد کے لئے لائے، آپ نے رسوم وبدعات کے خلاف تبلیغ شروع کی اور دیکھتے دیکھتے آپ کی مسجد عوام وخواص کا مرکز بن گئی۔

تحریک خلافت: ۱۹۱۹ء میں جب تحریک خلافت شروع ہوئی تو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے سیاسی زندگی کا آغاز تحریک خلافت سے کیا اور چند دنوں میں علاقہ بھر ہی نہیں بلکہ ملکی سطح کے لیڈر بن گئے۔ علمائے کرام اور سیاسی طبقہ میں رسوخ حاصل کیا۔ مولانا محمد علی جوہر اور مولانا ابوالکلام آزاد جیسے بلند پایہ خطیبوں کو حضرت شاہ جی کی خطابت کا لوہا ماننا پڑا۔

مجلس احرار کا قیام: امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کے مشورہ سے جناب چوہدری افضل حق، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مولانا ظفر علی خان کی سرکردگی اور حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی صدارت میں قوم پرست علمائے کرام کا اجلاس منعقد ہوا۔ تاکہ بدیشی حکمرانوں سے گلوخلاصی کے لئے مسلمانوں میں حریت پسند تنظیم معرض وجود میں لائی جائے۔ چنانچہ ۲۹ ستمبر ۱۹۲۹ء کو لاہور میں مجلس احرار اسلام کی بنیاد رکھی گئی۔ اس اجلاس میں حضرت شاہ جی نے جداگانہ حقوق وانتخابات اور جداگانہ تنظیم کے نام سے عوام کو تعاون کی دعوت دی۔ چنانچہ تشکیل جماعت کے پونے دوسال بعد ۱۱ جولائی ۱۹۳۱ء کو حبیبیہ ہال لاہور میں نئی فعال، مخلص، انقلابی اور اسلامی جماعت کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت چوہدری افضل حق نے کی۔ حضرت شاہ جی کو اس کا پہلا صدر منتخب کیا گیا۔

تصوف اور حضرت شاہ جیؒ: حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا بیعت کا تعلق حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی سے تھا۔ ۱۹۳۳ء میں حضرت گولڑوی کی وفات کے بعد قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری سے منسلک ہوگئے۔ حضرت شیخ سے اتنا تعلق بڑھا کہ شیخ مرید کے گرویدہ ہوگئے۔

حضرت شاہ جیؒ ایک انقلابی راہ نما: حضرت امیر شریعتؒ وہ انقلابی راہ نما تھے جن کے وجود باجود سے بیسیوں تحریکوں نے جنم لیا۔ چنانچہ تحریک کشمیر، تحریک کپورتھلہ، تحریک ختم نبوت، تحریک مدح صحابہ، تحریک بائیکاٹ انگریزی فوج میں بھرتی، تحریک جلیانوالہ باغ، تحریک ہجرت افغانستان، تحریک عدم تعاون اور قومی تعلیم، تحریک ناموس رسالت (راجپال کے خلاف) سمیت تمام تحاریک کو حضرت شاہ جی کی خطابت نے جلا بخشی۔

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے پوری زندگی اسلام کی سربلندی، عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اور استخلاص وطن کے لئے گزار دی۔ اس ابتلاء و آزمائش کے دور میں حضرت شاہ جی پر بے پناہ مصائب و آلام کے پہاڑ توڑے گئے۔ حضرت شاہ جی نے مصائب و آلام کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ آپ نے تقریباً ساڑھے بارہ سال جیل میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

زندگی کے دو مقاصد: حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی زندگی کے دو مقاصد تھے۔ (۱) یہ کہ ہندوستان انگریزی تسلط سے آزاد اور پاک ہو جائے۔ (۲) یہ کہ قادیانیت کا ناپاک وجود حرف غلط کی طرح مٹ جائے۔ حضرت شاہ جی انگریز سے نفرت کو جزو ایمان قرار دیتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ ’’میری زندگی کی صرف ایک ہی خواہش ہے کہ یا تو انگریز کو اس ملک سے نکال باہر کروں یا اس جدوجہد میں اپنی زندگی حق پر قربان کردوں۔‘‘ ایک مرتبہ چند عقیدت مندوں نے عرض کیا کہ شاہ جی اب آپ بہت ضعیف ہو گئے ہیں، آپ اپنے کو اس قدر مشقت میں نہ ڈالیں۔ فرمانے لگے کہ حضور ﷺ کی عزت و ناموس خطرے میں ہے۔ اغیار شمع رسالت بجھانے کے درپے ہیں اور آپ مجھے آرام کا مشورہ دے رہے ہیں۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ خودکشی کرلوں۔ آپ کے چھوٹے چھوٹے فقرے طباعی اور ذہانت کے ساتھ ساتھ بہت سی حقیقتیں اور دل کی صداقتیں اپنے اندر لئے ہوئے ہوتے تھے۔ جن سے فہیم انسان دور تک پہنچ جاتا تھا۔ حضرت شاہ جی فرماتے کہ میرے لئے جیل خانہ صرف نقل مکانی ہے۔ میں اپنے گرد و پیش باغ و بہار فراہم کر لیتا ہوں اور قیدیوں گزر جاتی ہے جیسے صحراؤں سے بادل۔

بے مثال خطیب: حضرت شاہ جی کی خطابت توحید باری تعالیٰ، عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت و اہمیت، اصحاب و اہل بیت کی عظمت، فرنگی استبداد اور اس کی ذریت خبیثہ کے قلع قمع کے لئے وقف تھی۔ حضرت شاہ جی کے بیان میں جادو اور کلام میں سحر تھا۔ حضرت شاہ جی نے نصف صدی تک خطابت میں سیاست کی۔ حضرت شاہ جی کی تمام تر سیاست اور جدوجہد برطانوی سامراج کے خلاف تھی۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی دعوت و حریت پر درمیانے طبقہ کے نوجوان نے لبیک کہا۔ جن سے عوامی تحریکوں میں لیڈرشپ بیدار ہوئی۔ حضرت شاہ جی نے مسلمانوں میں فعال سیاسی کارکنوں کا ایک گروہ پیدا کیا جس نے برطانوی سامراج

کو بستر بوریا گول کرنے پر مجبور کر دیا۔ تمام عمر موٹا ہندوستانی کھدر پہنا۔ جیسا ساگ، ستو ملا کھا لیا۔ اس معاملہ میں فقر و درویشی کا مرقع تھے۔ حضرت شاہ جی قرون اولیٰ کے طرز زندگی کا نمونہ تھے۔

اپریل ۱۹۳۰ء میں انجمن خدام الدین لاہور کا سالانہ جلسہ تھا۔ جس میں پورے ہندوستان سے تقریباً پانچ سو علمائے کرام شریک ہوئے۔ امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کی صدارت میں حضرت شاہ جی کی تقریر شروع ہوئی تو مجمع آہ و بکا میں مبتلا تھا۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ تم تقریر سن کر رو رہے ہو۔ تمہارے رونے کا کوئی اعتبار نہیں۔ جب تک کہ اپنے میں سے کسی کو امیر نہ بنالو اور ابھی بنالو۔ تاکہ سب اس کے پیچھے چلیں اور دین کے لئے کام کریں۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو اس وقت امیر شریعت تسلیم کرتے ہوئے ان کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ یوں تمام علمائے کرام نے متفقہ طور پر حضرت شاہ جی کو امیر شریعت کے خطاب سے نوازتے ہوئے حضرت شاہ جی کے ہاتھ پر تحفظ ختم نبوت کی بیعت کی۔

<u>تحفظ ختم نبوت کانفرنس قادیان</u>: اکتوبر ۱۹۳۴ء میں قادیان میں تاریخ ساز کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ہندوستان سے تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام نے شرکت کی اور حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے تاریخ ساز خطاب فرمایا۔ جس سے فتنہ قادیانیت کی سنگینی سے آگاہی ہوئی۔

<u>شعبہ تبلیغ کا قیام</u>: حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی قیادت میں قادیان میں تحفظ ختم نبوت کا شعبہ غیر سیاسی قائم کیا گیا جس نے قیام پاکستان کے بعد مستقل جماعت مجلس تحفظ ختم نبوت کی شکل اختیار کر لی۔ حضرت شاہ جیؒ پہلے مرکزی امیر اور حضرت مولانا محمد علی جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے۔ حضرت شاہ جی تادم زیست مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر رہے۔ حضرت شاہ جی نے مولانا محمد حیات کی زیر نگرانی شعبہ دارالمبلغین ردقادیانیت قائم کیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے ایسے مناظر اور مبلغ تیار کئے گئے جو مجلس کے لئے مجلس کے اخراجات پر عقیدہ ختم نبوت کی چوکیداری اور اسلام کی دعوت اور تبلیغ کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں پورے ملک میں قادیانیت کا ہر محاذ پر مقابلہ کیا گیا۔

۱۴؍اگست ۱۹۶۱ء کو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری پر فالج کا حملہ ہوا۔ جس سے بہت مضمحل ہو گئے۔ اور ۲۱؍اگست ۱۹۶۱ء کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ حضرت شاہ جی کے بڑے بیٹے اور جانشین حضرت مولانا ابوذر بخاری نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں ہزارہا مسلمانوں نے شرکت کی۔ لانگے خاں کے قریب قبرستان میں حضرت شاہ جی محو استراحت ہیں اور آپ کا مزار پرانوار مرجع خواص و عوام ہے۔

میاں رضوان نفیس لاہور کے والد کا انتقال

مولانا عتیق الرحمٰن

۴؍جولائی ۲۰۲۲ء کو مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے نائب امیر میاں رضوان نفیس کے والد محترم میاں عبدالحمید وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

آپ کی پیدائش ۱۹۳۰ء میں ہوئی میٹرک کی تعلیم کے بعد فوج کے ایک شعبہ میں ملازمت اختیار کی۔ مختلف ادوار میں جنگوں میں حصہ بھی لیا جس کے نتیجہ میں آپ کو تمغہ جرأت اور تمغہ رسالت سے نوازا گیا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ دبئی چلے گئے وہاں محکمہ جنگلات میں بطور آفیسر کے کام کرتے رہے۔ واپسی پر اپنی اولاد کے ساتھ کاروبار میں مشغول ہوگئے۔

آپ کا بیعت کا تعلق حضرت پیر سید نفیس الحسینی شاہ سے تھا۔ آپ کا شاہ صاحبؒ سے بہت پیار ومحبت اور عقیدت والا تعلق تھا۔ شاہ صاحب بھی آپ کی عزت افزائی اور محبت فرماتے تھے۔ آپ صلوٰۃ وصوم کے پابند تھے۔ دن کا اکثر حصہ مسجد میں گزارتے اور وظائف ومعمولات یومیہ میں مصروف رہتے تھے۔ نیکی اور فلاح کے کاموں میں پیش پیش رہتے تھے۔ دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا بالخصوص تحفظ ختم نبوت کے کام کی رپورٹ سننا اور تعاون کرنا اور مفید مشورے دینا اور اولاد کو اس کام کے ساتھ جڑے رہنے کی تلقین کرنا آپ نے زندگی کا معمول بنالیا تھا۔

زندگی کے آخری دنوں میں اپنے پوتوں کو بار بار نیکی کی تلقین اور دین سے جڑے رہنے اور اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں رچ بس جانے کی تلقین کرتے رہے۔

آپ کی نماز جنازہ حضرت مولانا سید رشید میاں مہتمم جامعہ مدنیہ کریم پارک نے پڑھائی۔ آپ کے جنازہ میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ لاہور کی دینی قیادت میں سے مولانا یوسف خان، مولانا محبّ النبی، مولانا نعیم الدین، مولانا محمد امجد خان نے شرکت کی۔

مجلس کی طرف سے شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالنعیم، مولانا حافظ محمد انس، مولانا محمد عثمان ورابطہ کمیٹی لاہور نے شرکت کی۔

حق تعالیٰ آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور آپ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ آمین!

محاسبہ قادیانیت جلد ۱۸ کا دیباچہ

مولانا اللہ وسایا

اجمالی فہرست رسائل مشمولہ ...... محاسبہ قادیانیت جلد ۱۸

۱......	سفر قادیان	حضرت مولانا محبوب الرحمٰن ازہری	۱۱
۲......	مختصر روئیداد جلسہ مناظرہ مونگیر	حضرت مولانا مولوی سید محمد انور حسین	۶۹
۳......	قرآنِ قادیانی	حضرت مولانا محمد اسماعیل سونگڑہ	۸۳
۴......	مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی کا عروج ونزول	پبلشرز محفل مرکزی بہائیاں ہندو برما	۱۱۳
۵......	حیات مسیح علیہ السلام	حضرت مولانا ابوالحریز عبدالعزیز	۱۲۵
۶......	خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم	مولانا پیر مفتی ابوالنصر محمد ریاض الدین	۱۵۷
۷......	مرزے قادیانی دی عشق بازی	جناب گونش بٹالوی	۱۷۹
۸......	اسلام اور مرزائیت	مولانا سید حبیب الرحمٰن بخاری	۱۸۵
۹......	اظهار البُطلان لدعویٰ مسیح قادیان	حضرت مولانا حبیب احمد کیرانوی	۱۹۷
۱۰......	الصارم الربانی علیٰ اسراف القادیانی	حضرت مولانا محمد حامد رضا خان بریلوی	۲۷۷
۱۱......	تہذیب قادیانی	جناب تاج الدین احمد تاج	۳۲۵
۱۲......	قادیانی نبوت عقل کی کسوٹی پر	حضرت مولانا محمد شوکت علی	۳۴۳
۱۳......	مرزا قادیانی، ابوالقاسم حریری، بدیع الزماں ہمدانی	حضرت مولانا سید حسن مثنیٰ ندوی	۳۵۳
۱۴......	ختم نبوت	با اہتمام: جناب سرفراز محمد بھٹی	۳۶۱
۱۵......	مسدس سامی معروف بہ مرزانامہ	مولانا مولوی شفیق الرحمٰن خان	۳۹۷
۱۶......	مرزا قادیانی کی انگریز دوستی	مولانا عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری	۴۱۷
۱۷......	قادیانیوں کی سرگرمیاں اور مسلمان	حضرت مولانا عبدالرحیم اشرف	۴۲۵
۱۸......	اظہار صداقت بجواب آسمانی مصلح کی ضرورت	جناب صوفی سید عبدالرحمٰن خان گیلانی	۴۳۱
۱۹......	تکمیل دین	حضرت مولانا سید ڈاکٹر شیر علی شاہ	۴۴۳
۲۰......	ختم نبوت	محترمہ سیدہ ام کفیل بخاری	۴۷۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ. امابعد!

محض اللہ رب العزت کی عنایت کردہ توفیق سے ’’محاسبہ قادیانیت‘‘ کی جلد نمبر ۱۸ پیش خدمت ہے۔اس جلد میں ذیل کے حضرات کے رشحات قلم شامل اشاعت ہیں۔

۱...... سفرِ قادیان: یہ کتاب مولانا محبوب الرحمٰن ازہری (وفات:۱۹/اپریل ۲۰۱۰ء) کی مرتب کردہ ہے۔اس میں قادیانی جماعت اور اس کے بانی کے عقائد ونظریات پر بحث کی گئی ہے۔مؤلف مولانا محبوب الرحمٰن ازہری نے سعودی سفیر کو قادیانیوں کے نظریات بدوعقائد فاسد کی تفصیل گوش گزار کر کے آمادہ کیا کہ وہ سعودی حکومت کو قادیانیوں کے حرمین شریفین پر داخلہ پر پابندی کے لئے آمادہ کریں۔ چنانچہ قادیانیوں کے بوجہ غیر مسلم ہونے کے حج پر پابندی لگادی گئی۔

قادیانی عقائد ونظریات جاننے کے لئے مؤلف نے جو نظری سفر کیا اور کامیابی سے ساحل مراد کو پالیا، اس روئیداد پر مشتمل یہ کتاب ہے۔اس کا پہلا ایڈیشن ندوۃ العلماء لکھنؤ کے شعبہ دعوت وارشاد نے فروری ۲۰۰۱ء میں شائع کیا۔تب اس اوّلین ایڈیشن پر تقریظ حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی نے تحریر فرمائی۔اس کا دوسرا ایڈیشن جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام ۲/۷ ۹۸ ناظر باغ کانپور (یوپی بھارت) سے جولائی ۲۰۱۳ء میں شائع ہوا۔اسی دوسرے ایڈیشن کی کاپی حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری کی عنایت سے موصول ہوئی۔اس پر ''عرض ناشر'' مولانا محمد عبدالرشید ندوی کا اور ''پیش لفظ'' مولانا سلمان حسنی ندوی کا تحریر کردہ ہے۔اس کی تخریج کر کے اس جلد میں شامل کرنے کی حق تعالیٰ نے توفیق عنایت فرمائی۔الحمدللہ!

۲...... مختصر روئیداد جلسہ مناظرہ مونگیر (جس میں مرزائیوں کا شرائط مناظرہ کی پابندی سے انکار اور جلسہ سے فرار): ۱۴/مئی ۱۹۱۱ء کو اہل اسلام کی طرف سے مولانا ابوالخیر عبدالوہاب بہاری مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ اور قادیانیوں کی طرف سے عبدالماجد قادیانی یا اس کا بیٹا عبدالقادر مناظر قرار پائے۔مناظرہ ۲/جون ۱۹۱۱ء کو قرار پایا۔موقعہ پر قادیانیوں نے اپنا مناظر غلام رسول راجیکی کو مقرر کر دیا۔اہل اسلام کے مناظرین میں سے مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری اور مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔قادیانیوں کے مناظر روشن علی نے تقریری مناظرہ کا چیلنج دیا۔چنانچہ اسے بھی قبول کرلیا گیا کہ مناظرہ طے شدہ پر بحث مکمل ہونے کے بعد تقریری مناظرہ بھی اسی جگہ اگلے روز منعقد ہوگا۔شرائط مناظرہ میں قادیانیوں کی طرف سے وہ شرائط پیش کی گئیں کہ صرف اہل سنت نہیں بلکہ غیر مسلم حکم جناب کملا سہائے نے بھی قادیانیوں کی ضد اور ہٹ دھرمی کے خلاف ریمارکس دیئے، جس سے قادیانی رسوائی کل حاضرین پر واضح ہوگئی۔تقریری مناظرہ کی اس شکست کے بعد قادیانیوں کو جرأت نہ رہی۔حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری، مولانا عبدالوہاب بہاری اور حضرت مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی کے بیانات کئی دن جاری رہے۔اس پوری روئیداد کو حضرت مولانا پروفیسر سید انور حسین مونگیری نے مرتب کیا۔جون ۱۹۱۱ء کی رپورٹ آج ۲۰۲۲ء میں ایک سو گیارہ سال بعد دوبارہ اشاعت، حق تعالیٰ کے محض فضل وکرم کی مرہون ہے اور بس۔یہ رسالہ مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری کی لائبریری میں محفوظ دارالعلوم دیوبند سے کاپی کرا کر مولانا شاہ عالم

گورکھپوری مدظلہم نے بھجوایا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی بہترین جزائے خیر نصیب فرمائیں۔ آمین! مصنف کے دو رسائل: (۱) صحیفہ رحمانیہ نمبر۵، (۲) صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۶/ احتساب قادیانیت کی جلد۵ میں شائع ہو چکے ہیں، اب یہ تیسرا رسالہ ’’مختصر روئیداد جلسہ مناظرہ‘‘ محاسبہ قادیانیت کی اس جلد (۱۸) میں پیش خدمت ہے۔

۳...... قرآنِ قادیانی: حضرت مولانا محمد اسماعیل امیر شریعت کٹک اڑیسہ صوبہ بہار کے مناظر اسلام تھے۔ آپ کے حالات پر مشتمل ایک مضمون ’’چمنستان ختم نبوت‘‘ میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ آپ کے ردقادیانیت پر تین رسائل احتساب قادیانیت جلد۴۰ میں: (۱) قادیانی اسلام، (۲) یادیادگیر (رپورٹ مناظرہ یادگیر)، (۳) ذرا غور کریں...... ہم شائع کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ (۴) رسالہ ’’قرآنِ قادیانی‘‘ محاسبہ قادیانیت کی اس جلد (۱۸) میں آپ ملاحظہ کریں گے۔ اس رسالہ میں ملعون قادیان نے جس طرح قرآن مجید کی من مانی تعبیرات کیں، قرآنی مراد کو بدلا، اپنی وحی کو قرآن مجید کے برابر قرار دیا، قادیانیت کی طرف سے قرآن مجید کے مقام ومنصب کے خلاف جو بدتمیزی کا مظاہرہ کیا، تمام تفصیلات کو مولانا محمد اسماعیل نے اس رسالہ میں قلم بند کر دیا ہے۔ اس رسالہ کی پہلی اشاعت ۲۴/ فروری ۱۹۴۶ء کو ہوئی۔ اب فروری ۲۰۲۲ء میں دوسری اشاعت ایک سو چھبیس سال بعد محض عنایت پروردگار ہے۔ یہ رسالہ بھی حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری کی توجہ سے موصول ہوا۔ پہلی اشاعت انجمن تبلیغ الاسلام سونگڑہ ضلع کٹک کے تحت ہوئی۔

۴...... مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی کا عروج ونزول: پبلشرز محفل مرکزی بہائیاں ہندو برما۔ آگرہ پریس آگرہ سے پہلی اشاعت ہوئی۔ حضرت چاندپوری کی لائبریری سے حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری کے توسط سے دستیابی ہوئی۔ **فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء!**

۵...... حیات مسیح علیہ السلام: یہ رسالہ مرزا قادیانی کے رد میں نومبر ۱۹۳۲ء میں پہلی بار نوبہار الیکٹرک پریس ملتان سے شائع ہوا۔ مولانا ابوالحریز عبدالعزیز مناظر ملتانی کا تحریر کردہ ہے۔ پہلی اشاعت کے ٹائٹل پیج پر مصنف نے اس کا یہ تعارف لکھا ہے: ’’جس میں عیسیٰ علیہ السلام کا بجسم خاکی آسمان میں زندہ اٹھایا جانا اور اس وقت تک آسمان میں زندہ رہنا اور اخیر زمانہ میں آسمان سے نازل ہونا، بیس آیات قرآنیہ اور احادیث واجماع امت کے ستر دلائل سے ثابت کیا گیا ہے اور یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ جو شخص عیسیٰ علیہ السلام کی رفع جسمانی کا منکر ہے وہ حسب قرآن وحدیث اور اجماع امت دائرہ اسلام سے خارج ہے۔‘‘ نوّے سال بعد اس کی دوسری اشاعت باعث فضل باری تعالیٰ ہے۔ مولانا عبدالعزیز مناظر ملتانی کا ایک رسالہ ’’اکاذیب مرزا‘‘ احتساب قادیانیت کی جلد ۳۱ میں ہم پہلے شائع کر چکے ہیں۔ اب دوسرا رسالہ ’’حیات مسیح علیہ السلام‘‘ محاسبہ قادیانیت کی اس جلد (۱۸) میں شامل اشاعت ہے۔

۶...... خاتم الانبیاء ﷺ: مولانا پیر مفتی محمد ریاض الدین قادری (وفات:۲۰۰۱ء) کا یہ رسالہ آستانہ عالیہ فیض آباد شریف، محمد نگر اٹک سے پہلی بار شائع ہوا۔ اب اس جلد میں شامل اشاعت کر رہے ہیں۔

۷...... مرزے قادیانی دی عشق بازی: بٹالہ کے جناب گونش بٹالوی نے مرزا قادیانی کی نکاح آسمانی والی محمدی بیگم کی پیش گوئی پر پنجابی زبان میں منظوم یہ رسالہ قریباً ایک صدی پہلے بٹالہ سے شائع کیا۔ اب دوسری بار ایک صدی بعد اس جلد میں محفوظ کیا جارہا ہے۔

۸...... اسلام اور مرزائیت: راولپنڈی اہل حدیث جماعت کے عالم دین مولانا سید حبیب الرحمٰن بخاری کا مرتب کردہ رسالہ ہے۔

۹...... اظہار البُطلان لدعویٰ مسیح قادیان: حضرت مولانا حبیب احمد کیرانوی کا تحریر فرمودہ ہے جو ۱۹۲۵ء میں پہلی بار شائع ہوا۔ جامعہ مظاہر العلوم کے شعبہ ختم نبوت کے استاذ مکرم مولانا محمد راشد گورکھپوری نے دوبارہ تحقیق وحواشی کے ساتھ جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور کے شعبہ تحفظ ختم نبوت سے اسے شائع کیا۔ اب تیسری بار محاسبہ قادیانیت کی جلد ہذا میں شائع کرنے کی ہم سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

۱۰...... الصارم الربانی علیٰ اسراف القادیانی: ایک صاحب کے سوال کے جواب میں مولانا احمد رضا خان بریلوی کے صاحبزادہ مولانا حامد رضا خان نے یہ کتاب تحریر کی۔ آپ ۱۸۷۵ء بریلی میں پیدا ہوئے۔ ۲۴؍مئی ۱۹۴۳ء کو وفات پائی۔ آپ کی اس کتاب کو محاسبہ قادیانیت کی جلد ہذا میں شامل اشاعت کر رہے ہیں۔

سائل نے اپنے سوال میں کہا کہ یہ سوال حضرت قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی کو بھی بھیجا۔ اس کا جواب حضرت تھانوی نے ’’الخطاب الملیح فی تحقیق المھدی والمسیح‘‘ کے نام سے دیا جو ’’احتساب قادیانیت‘‘ جلد ۴ ص ۹۵ تا ۱۳۰ میں چھپ چکا ہے۔ الحمدللہ!

۱۱...... تہذیب قادیانی: یہ پمفلٹ انجمن حامیٔ اسلام لاہور کے سیکرٹری ملاّ محمد بخش نے انجمن کی طرف سے شائع کیا۔ اس پمفلٹ کے لکھنے والے تاج الدین احمد تاج ہیں۔

۱۲...... قادیانی نبوت عقل کی کسوٹی پر: یہ پمفلٹ اہل حدیث عالم مولانا محمد شوکت علی کا مرتب کردہ ہے۔ اس میں اہل حدیث وحنفی مسائل بھی زیر بحث لائے جو ہمارے موضوع سے خارج ہیں۔ اس لئے ان کو حذف کر دیا گیا ہے۔

۱۳...... مرزا قادیانی...... ابوالقاسم حریری، بدیع الزماں ہمدانی: ندوۃ العلماء لکھنؤ کے حضرت مولانا سید حسن مثنیٰ ندوی نے ملعون قادیان کی کتاب اعجاز المسیح سے متعلق مضمون لکھا کہ مرزا نے عربی ادب کی نامور اور معروف شخصیات ابوالقاسم حریری اور بدیع الزمان ہمدانی سے چوری کر کے یہ کتاب لکھی ہے اور یہ کہ

عبارتوں کی تبدیلی میں صرف ونحو کی وہ حماقتیں کی ہیں جو اپنی جگہ ذلیل ورسواء کن ندامتوں کے داغ لئے ہوئے ہیں۔ مولانا سید حسن مثنیٰ ندوی کا یہ مضمون جامعہ کراچی کے شعبہ تصنیف وتالیف کے تحت شائع ہونے والا عہد ساز تحقیقی وتجزیاتی مطالعات پر مشتمل ''جریدہ'' شمارہ نمبر۲۷ کے ص ۲۶۸ تا ۲۷۵ پر شائع ہوا۔ وہاں سے اس جلد میں اسے محفوظ کیا جارہا ہے۔

۱۴...... خـتم نبوت: بہت ہی کارآمد، عالمانہ، فاضلانہ، معلوماتی رسالہ ہے۔ اس کے ٹائٹل پر باہتمام سرفراز محمد بھٹی ۲۵۶ ستلج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور لکھا ہے۔ کب شائع ہوا، مصنف کون ہے، کچھ معلوم نہیں۔ اسی حالت میں محاسبہ قادیانیت کی اس جلد (۱۸) میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

۱۵...... مسدس سامی معروف بہ مرزانامہ: جناب مولانا مولوی شفیق الرحمٰن خان مصطفیٰ آبادنزیل لاہور نے مرزا قادیانی متنبّی کے عقائد کا خاکہ اڑایا ہے۔ اردو نظم کا رسالہ ہے۔ مصنف نے جگہ جگہ حواشی میں صراحتیں بھی دی ہیں جو بجائے خود ایک علمی خدمت ہے۔ ۱۰؍فروری ۱۸۹۲ء کو مطبع بے نظیر لاہور سے شائع ہوا۔ ایک سوتیس سال بعد اب دوبارہ شائع کیا جارہا ہے۔ الحمدللہ!

۱۶...... مرزا قادیانی کی انگریز دوستی: مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری کا ایک مضمون جسے تحریک فدائیان ختم نبوت چک نمبر۲۷ رب باہمنی والا جہانگیر آبادنزد کھرڑیانوالہ ضلع فیصل آباد نے پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا۔

۱۷...... قادیانیوں کی سرگرمیاں اور مسلمان: قادیانیوں کی شرانگیزی اور شب وروز اہل اسلام کو مرتد بنانے کے قادیانی منصوبہ کو دیکھ کر ہمارے حضرت مولانا عبدالرحیم اشرف کا قلب مضطر پریشان ہوا تو ''مرکزی بزم ختم نبوت لائل پور'' کے نام سے ایک بزم کی بنیاد رکھی۔ اس کے تحت یہ پہلا پمفلٹ شائع کیا۔ مولانا عبدالرحیم اشرف کے چار رسائل پہلے احتساب قادیانیت جلد ۳۸ میں شائع ہوچکے ہیں۔ اب یہ رسالہ محاسبہ قادیانیت کی اس جلد میں محفوظ کیا جارہا ہے۔

۱۸...... اظہار صداقت بجواب آسمانی مصلح کی ضرورت: قادیانیوں نے ''آسمانی مصلح کی ضرورت'' کے نام سے ایک پمفلٹ شائع کیا۔ جناب صوفی سید عبدالرحمٰن خان گیلانی نے اس کے جواب میں یہ رسالہ تحریر کیا۔ آپ رام گلی نمبر۴ مکان نمبر۲۲ لاہور کے رہنے والے تھے اور یہ پمفلٹ ۲۵؍جولائی ۱۹۵۲ء کو تحریر کیا۔ اس سے پہلے موصوف کا ایک رسالہ ''ختم نبوت المعروف ایٹم بم رحمانی برعنق قادیانی'' احتساب قادیانیت جلد۵۲ میں شائع کیا تھا۔ اب یہ دوسرا رسالہ شائع کرنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔

۱۹...... تکمیل دین: تقریر سید عطاء اللہ شاہ بخاری مؤرخہ ۱۱؍مئی ۱۹۵۲ء کو دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں آپ نے فرمائی جسے حضرت مولانا سید ڈاکٹر شیر علی شاہ نے قلم بند کیا۔ مولانا سید عطاء المنعم شاہ بخاری نے اپنے وقیع مقدمہ کے ساتھ جون ۱۹۸۲ء میں مکتبہ معاویہ ملتان سے شائع کیا۔ تقریر میں پیش آمدہ قادیانی حوالہ

جات کی تخریج کر کے ہم محاسبہ قادیانیت کی اس جلد ۱۸ میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

۲۰...... ختم نبوت، امت محمدیہ، مرزائیت اور پاکستان: تقریر سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ مؤرخہ ۱۰؍اپریل ۱۹۵۱ء کو جامعہ خیر المدارس میں آپ نے فرمائی جسے آپ کی دختر نیک اختر سیدہ ام کفیل بخاری نے قلم بند کیا۔ مولانا سید عطاء المنعم شاہ بخاری نے اپنے وقیع مقدمہ کے ساتھ دسمبر ۱۹۷۸ء میں شائع کیا۔ وہ بھی اس جلد میں شامل اشاعت ہے۔ گویا محاسبہ قادیانیت کی جلد اٹھارہ میں:

۱......	حضرت مولانا محبوب الرحمٰن ازہری	کا	۱	رسالہ
۲......	حضرت مولانا مولوی سید محمد انور حسین	کا	۱	رسالہ
۳......	حضرت مولانا محمد اسماعیل سونگڑہ ضلع کٹک	کا	۱	رسالہ
۴......	پبلشرز محفل مرکزی بہائیاں ہندو برما	کا	۱	رسالہ
۵......	حضرت مولانا ابوالحریز عبدالعزیز مناظر ملتانی	کا	۱	رسالہ
۶......	مولانا پیر مفتی ابوالنصر محمد ریاض الدین قادری	کا	۱	رسالہ
۷......	جناب گونش بٹالوی	کا	۱	رسالہ
۸......	مولانا سید حبیب الرحمٰن بخاری	کا	۱	رسالہ
۹......	حضرت مولانا حبیب احمد کیرانوی	کا	۱	رسالہ
۱۰......	حضرت مولانا محمد حامد رضا خان بریلوی	کا	۱	رسالہ
۱۱......	جناب تاج الدین احمد تاج	کا	۱	رسالہ
۱۲......	حضرت مولانا محمد شوکت علی	کا	۱	رسالہ
۱۳......	حضرت مولانا سید حسن مثنیٰ ندوی	کا	۱	رسالہ
۱۴......	باہتمام: جناب سرفراز محمد بھٹی	کا	۱	رسالہ
۱۵......	مولانا مولوی شفیق الرحمٰن خان مصطفیٰ آبادی	کا	۱	رسالہ
۱۶......	حضرت مولانا عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری	کا	۱	رسالہ
۱۷......	حضرت مولانا عبدالرحیم اشرف	کا	۱	رسالہ
۱۸......	جناب صوفی سید عبدالرحمٰن خان گیلانی	کا	۱	رسالہ
۱۹......	حضرت مولانا سید ڈاکٹر شیر علی شاہ	کا	۱	رسالہ
۲۰......	محترمہ سیدہ ام کفیل شاہ بخاری	کا	۱	رسالہ
	گویا بیس حضرات کے	کل	۲۰	رسائل

محاسبہ قادیانیت کی اس جلد میں شامل اشاعت ہیں۔ اللہ رب العزت قبول فرمائیں۔

محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا ملتان

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام

آخری قسط

مولانا مقبول احمد سیوہاروی

لوگو! خدا نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے تم غریب ہو یا امیر، پادری ہو یا کاہن۔ اگر غلط راستہ پر چلو گے تو میں تمہیں ٹوکوں گا۔ اور سیدھا راستہ بتاؤں گا۔ تم توریت پڑھتے ہو مگر یا تو جان بوجھ کر اس کا مطلب الٹ پلٹ کر دیتے ہو یا سمجھتے ہی نہیں توریت سچی کتاب ہے۔ جس طرح میں خدا کا رسول ہوں مجھ سے پہلے موسیٰ علیہ السلام بھی پیغمبر تھے۔ مجھے بھی خدا نے کتاب دی ہے یہ انجیل ہے یہ حق اور باطل کی کسوٹی ہے جو کچھ توریت میں رہ گیا ہے۔ اسے انجیل پورا کرے گی۔ سنو! سمجھو خدا کے سامنے جھک جاؤ یہی راستہ ہے جس پر چل کر نجات ہو سکتی ہے۔

یہ سن کر یہودی کہتے تھے موسیٰ زمین پر لکڑی ڈالتے تھے تو وہ سانپ بن جاتی تھی تم کیا دکھاتے ہو۔ حضرت مسیح مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ پیدائشی اندھے کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتے تو اسے سجھائی دینے لگتا تھا۔ جذامی پر پھونک مارتے تو وہ چنگا ہو جاتا تھا۔ مٹی کا جانور بناتے اور ''چھو'' کر دیتے تو اڑتا چلا جاتا۔ کوئی پوچھتا بتایئے ہم کیا کھا کر آئے ہیں اور آج ہم نے کتنا خرچ کیا ہے اور کتنا جوڑ کر رکھا ہے۔ تو رتی رتی کا حال بتا دیتے۔ لوگ یہ باتیں دیکھتے تو حیران رہ جاتے اور کہتے بے شک مسیح خدا کے خاص بندے اور نبی ہیں۔ حضرت مسیح کہتے۔ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو۔ سیدھی راہ چلو جیسا میں نبی اور رسول ہوں۔ میرے بعد ایسا ہی خدا کا بھیجا ہوا ایک رسول آئے گا۔ جس کا نام ''احمد'' ہوگا۔

گمراہ اور جھگڑالو کہتے۔ اجی یہ سب ڈھونگ ہے نظر بندی ہے شعبدے ہیں جادو ہے ان کے پھندے میں نہ آنا۔ یہودیوں میں بڑے بڑے امیر تھے۔ وہ حضرت مسیح کی باتیں سنتے اور یہ دیکھتے کہ ہر وقت ان کے پاس بھیڑ لگی رہتی ہے تو جل کر خاک ہو جاتے اور حضرت مسیح کو برا بھلا کہتے۔ یہودیوں نے آپس میں صلاح کی کہ مسیح کو زک دینی چاہیے اس کے رفیق اور دوست بڑھیں گے تو نہ جانے کیا کریں گے۔ اس زمانہ میں قیصر نام کے ایک بادشاہ کی حکومت تھی اس کا ایک گورنر تھا جس کا نام پلاطیس تھا۔ یہ مورتی پوجا کرتا تھا۔ یہودی حضرت موسیٰ پیغمبر کو مانتے تھے۔ مگر حضرت مسیح کی دشمنی کی جلن میں پلاطیس سے گٹھ جوڑ کرنے لگے۔ یہودی اپنی مجلسوں میں مورتی کی پوجا کرنے والوں کو برا کہتے تھے اور گالیاں دیتے تھے۔ مگر پلاطیس کے پاس دربار میں پہنچ گئے۔ اول جھک کر سلام کیا۔ پھر بولے سرکار آپ نے مسیح کا نام تو سنا ہوگا۔ یہ

بڑا جادوگر ہے۔ اور آپ کی حکومت کے خلاف لوگوں کو ابھارتا پھرتا ہے۔ ہزاروں آدمی اس کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ اور جو کچھ یہ کہتا ہے جی لگا کر سنتے ہیں اگر آپ نے کچھ فکر نہ کی تو یہ آپ کی حکومت چھین لے گا۔ اور آپ کے بادشاہ قیصر کو اتار کر تخت پر قبضہ کر لے گا۔ اس نے لوگوں کو بے دین بنا دیا ہے۔ یہودیوں نے پلاطیس کو اتنا بہکایا کہ اس نے حضرت مسیح کی گرفتاری کا حکم جاری کر دیا۔ یہ حکم جاری ہوا تو یہودی بڑے خوش ہوئے پھر بولے مسیح کا پکڑنا آسان نہیں مسیح کے سیکڑوں شاگرد ہیں اور مسیح پر قربان ہو جانا کھیل سمجھتے ہیں۔ یہودیوں میں سے ایک نے کہا ہمیں چاہیے کہ جاسوس لگا دیں اور جس وقت مسیح کسی الگ مکان میں ہوں تو پکڑ لیں۔

ایک دن جاسوسوں نے یہودیوں کو خبر دی کہ مسیح اپنے دو چار شاگردوں سمیت ایک الگ مکان میں ہیں۔ یہ سنتے ہی یہودی شاہی فوج کے جوانوں کو لے کر گھر میں گھس گئے۔ گھر میں جا کر دیکھا تو حضرت مسیح کا پتہ نہ تھا مگر ایک دوسرا آدمی جو حضرت مسیح کا رفیق تھا۔ بیٹھا ہوا تھا اس کی شکل وصورت حضرت مسیح سے اتنی ملتی جلتی تھی کہ یہودی کبھی اسے دیکھتے اور کبھی آپس میں ایک دوسرے کو تکتے پھر بولے یہ ہماری نگاہوں کا دھوکہ ہے۔ مگر یہ مسیح ہے بھی یا نہیں کبھی کہتے صورت شکل ڈیل ڈول تو مسیح جیسا ہے مگر مسیح نہیں ہے۔ آخر جھنجلا کر اپنے اوپر ہی لعنت کرنے لگے اور حضرت مسیح کے مشابہ آدمی کو پکڑ لیا۔ اور ٹھٹے لگاتے ہنسی اڑاتے مشکیں کس کر پلاطیس کے دربار میں لے گئے۔

پلاطیس نے چاہا بھی کہ حضرت مسیح کے مشابہ آدمی کو چھوڑ دے۔ مگر یہودیوں نے بھڑکایا کہ اگر آپ نے اسے چھوڑ دیا تو آپ کی حکومت کا تختہ الٹ جائے گا۔ اور آپ کے بادشاہ قیصر کا سارا جاہ وجلال ختم ہو جائے گا۔ آخر پلاطیس نے انہیں سپاہیوں کے حوالہ کر دیا۔ وحشی اور جنگلی سپاہیوں نے مسیح کے مشابہ کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھا، کوڑے لگائے اور ستانے میں کوئی کسر نہ رکھی۔ چاروں طرف فوج کے جوان کھڑے ہو گئے۔ قیدی کے ایک ہاتھ میں سرکنڈا دیا۔ سپاہی گھٹنے ٹیک کر سامنے کھڑے ہو گئے۔ اور بولے۔ ''اجی یہودیوں کے بادشاہ سلامت آداب''۔ پھر سرکنڈا چھین کر سر پر مارنے لگے۔ ہاتھوں میں میخیں ٹھونکیں، سینہ کو برچھی کی انی سے چھید ڈالا اور سولی پر چڑھا دیا۔

تم سوچو گے حضرت مسیح کہاں گئے؟ اللہ میاں نے حضرت مسیح کی حفاظت کی۔ یہودیوں کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے۔ وہ حضرت مسیح کے رفیق کو مسیح سمجھ بیٹھے اور خوش ہو گئے۔ مگر بھلا اللہ میاں سے یہودی کیسے جیتتے۔ اللہ میاں نے حضرت مسیح کو اٹھا لیا۔ اور اب وہ چوتھے آسمان پر ہیں۔ یہودی دیکھیں گے۔ کہ ایک دفعہ حضرت مسیح دنیا میں پھر آئیں گے۔ اور پہچان یہ ہوگی۔

''میانہ قد، سرخ وسفید رنگ، دو چادریں ہلکے ہلکے سرخ اور زرد رنگ کی بدن پر ہوں گی۔ ایک

بدن پر لپٹی ہوگی۔ایسا معلوم ہوگا کہ ابھی غسل کر کے آرہے ہیں۔وہ لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیں گے اور ایسا انصاف کریں گے کہ شیر بکری ایک گھاٹ پر پانی پئیں گے۔چالیس برس زندہ رہیں گے پھر وفات ہوجائے گی ان کا جنازہ مسلمان پڑھائیں گے۔حضرت مسیح کے یوں تو بہت سے رفیق (حواری) تھے۔مگر ان میں بارہ مشہور ہیں۔حضرت مسیح انسانوں پر شفقت کرنا سکھاتے تھے ہر ایک سے محبت کی تعلیم دیتے تھے۔وہ کہتے تھے اگر تم سے کوئی لڑے تو تم اس سے اچھا سلوک کرو۔نہ کسی کو ستاؤ نہ کسی کا جی دکھاؤ، گناہ گار کو پیار کرو۔اس سے کڑوی بات نہ کہو گناہ گار تو بیمار ہے۔بیمار کی دیکھ بھال تیمارداری جتنی بھی محبت سے کی جائے اتنا ہی اچھا ہے۔حصرت مسیح نے کوئی گھر نہیں بنایا جب تک دنیا میں رہے جہاں ٹھکانا ملا ذرا آرام کرلیا۔ ہمیشہ غریبوں میں رہے۔حضرت مسیح نے اپنے کو خدا کا بیٹا کبھی نہیں کہا۔بندہ اور رسول بتایا۔وہ کہتے تھے:

''میں اللہ کا بندہ ہوں اللہ نے مجھے نبی بنایا ہے۔مجھے مبارک ٹھہرایا ہے۔نماز کی اور زکوٰۃ کی وصیت کی ہے جب تک میں زندہ رہوں۔مجھے رحم دل بنایا ہے شفقت اور محبت کرنے والا بنایا ہے۔اے لوگو اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا پالنے والا ہے۔نہ کوئی خدا کا ساتھی ہے نہ ساجھی ہے۔نہ کوئی اللہ کا بیٹا ہے نہ بیٹی ہے وہ ذات ان سب باتوں سے پاک ہے۔''

حضرت مسیح نے نہ کسی کو ستایا نہ کسی سے بدلہ لیا نہ کسی کی برائی کی نہ کسی کو مارا گناہ گاروں پر ان کی شفقت سب سے بڑھ کر تھی۔عیسائی نہ جانے حضرت مسیح کو کیا کچھ سمجھتے ہیں مگر اس میں حضرت مسیح کا کیا ہے۔ اللہ میاں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھ گچھ کریں گے کہ کیا تم نے (عیسائیوں سے) کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا بنالینا۔حصرت عیسیٰ جواب میں عرض کریں گے۔میری کیا مجال تھی کہ میں ایسی کھوٹی بات کہتا۔اے پروردگار آپ غیب کی باتیں جانتے ہیں میں نے تو وہی کہا جس کا آپ نے حکم دیا تھا۔

فقط اللہ کی پوجا کرو جو میرا اور تم سب کا پالنے والا ہے یہ آپ کے بندے ہیں بخش دینا بھی آپ کا کام ہے۔اور سزا دینا بھی آپ کے اختیار میں ہے تو سب پر غالب ہے تو حکمت والا ہے۔

رحیم یار خان میں تین قادیانیوں کا قبول اسلام

الحمدللہ ۱۶ر جون ۲۰۲۲ء بروز جمعرات مظہر فرید کالونی صادق آباد ضلع رحیم یار خان کے تین قادیانیوں نصیر احمد، ثمران ولد نصیر احمد، شافعیہ زوجہ نصیر احمد نے مرزائیت و قادیانیت پر لعنت بھیج کر حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی مرکزی رہنماء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ہاتھ پر کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کرلیا۔ شہر بھر کے اہل اسلام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ان کے ساتھ ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کرائی۔اللہ تعالیٰ نومسلم خاندان کو ہمت واستقامت عطاء فرمائے۔آمین!

مولانا ظفر علی خان اور فتنۂ قادیانیت

قسط نمبر: 10　　　　حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی

مولانا حنان کی تقریر کے بعد مولانا ظفر علی خان کا خطاب شروع ہوا جو یونیورسٹی یونین کے مقابلے میں زیادہ آزاد فضا کے لئے بہت زیادہ مناسب اور موزوں تھا۔ خطبۂ مسنونہ کے بعد فرمایا کہ میں اگرچہ مدت مدید کے بعد علی گڑھ آیا ہوں۔ لیکن علی گڑھ کی سدا بہار یاد میرے دل میں ہمیشہ تازہ رہی ہے۔ تعلیم تو میں نے (سرسید کے) کالج میں پائی ہے۔ مگر میں اس شہر کے کوچے کوچے سے واقف ہوں۔ اس شہر سے مجھے اتنی ہی محبت ہے جتنی آپ میں سے کسی کو ہوسکتی ہے۔ علی گڑھ کو جو شہرت اور اہمیت حاصل ہے۔ وہ صرف اور صرف مسلم یونیورسٹی کی رہین منت ہے۔ یونیورسٹی کی عزت ہی سے آپ کے شہر اور شہر کے مسلمانوں کی عزت یونیورسٹی پر کوئی آنچ آئے تو اس سے آپ کی عزت پر بھی حرف آتا ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ یونیورسٹی کے معاملات میں گہری دلچسپی لیں۔ آپ حضرات ہر ممکن حد تک اس بات کا خیال رکھیں کہ یونیورسٹی کورٹ یا دیگر شعبہ جات کوئی ایسا قانون پاس یا لاگو نہ ہو جس سے اسلام اور مسلمانوں کے کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مفاد پر بھی کوئی زد پڑتی ہو۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے آیۂ استخلاف پڑھ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ایمان اور عمل صالح کی شرط پر خلافت عطا فرمانے کا حتمی وعدہ کیا ہے۔ اگر آج کا مسلمان قرون اولیٰ کے مسلمان کے نقش قدم پر چل نکلے تو اقتدار اور حکومت خود بخود اس کے قدموں میں آجائے۔ اس مرحلے پر طلبا کی طرف سے چٹیں آنا شروع ہوگئیں جن میں استدعا کی گئی تھی کہ قادیانیت کے خطرے سے شہر کے مسلمانوں کو بھی خبردار کیا جائے۔ مولانا نے فرمایا میں اس طرف بھی آرہا ہوں۔

مولانا نے نہایت بھرپور انداز میں قادیانی دجل وفریب کا پردہ چاک کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ باطل پرست اور گمراہ طائفہ اسلام کا جامہ اوڑھ کر اسلام ہی کی بیخ کنی کرنے نکلا ہے۔ قادیانیوں کے عقیدے میں ہر وہ مسلمان جو نبی اکرم ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتا اور مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت پر ایمان نہیں لاتا۔ ’’حرام زادہ‘‘ اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ایک طرف تو ان کی بدزبانی اور سفلہ پن کا یہ عالم ہے اور دوسری طرف وہ مسلمانوں کے غم خوار بھی بنے پھرتے ہیں۔ اسلام کا لیبل لگا کر کونسلوں اور اسمبلیوں میں مسلمانوں کی نمائندگی کے لئے جا پہنچتے ہیں۔ ان کی یہ کوشش رہتی ہے کہ ہر اسلامی ادارے میں گھس کر قادیانیت کے جراثیم پھیلائیں اور تو اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی بھی جو عصری علوم وفنون کا واحد ملک گیر

ادارہ ہے۔ قادیانیوں کی نقب زنی سے نہیں بچ سکا۔ اس پر بھی اب ان کی کھلم کھلا یورش ہو رہی ہے۔ یونیورسٹی کا طبیہ کالج ان کی کمین گاہ بن چکا ہے۔ اس میں مسلمان طلبہ پر میرا ایک شعر لکھنے پر دس دس روپے جرمانہ کر دیا جاتا ہے۔ اگر اس ستم ناروا پر مظلوم طالب علم فریاد کرے تو اس کی سزا یونیورسٹی سے اخراج ٹھہرتی ہے۔ میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا علی گڑھ یونیورسٹی قادیانی یونیورسٹی ہے؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو اس قادیان نوازی کا کیا سبب ہے؟ بات صرف یہ ہے کہ سر ظفر اللہ قادیانی جس کو خود مسلمان کی بے حمیتی نے وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل تک پہنچا دیا ہے۔ مرکزی حکومت اور اس کی وساطت سے صوبائی حکومتوں پر اثر انداز ہو رہا ہے۔ ارباب یونیورسٹی اس خدشے میں مبتلا نظر آتے ہیں کہ اگر ہم نے قادیانیوں کو لگام دی تو ظفر اللہ برہم ہوگا۔ اس کی برہمی انگریز کو ناراض کر دے گی اور یونیورسٹی کو جو برائے نام گرانٹ ملتی ہے وہ کہیں کم یا بند نہ ہو جائے۔ اگر یونیورسٹی کے مسلمان طلبا کی متاع دین وایماں کو داؤ پر لگا کر ہی یونیورسٹی کامیابی سے چل سکتی ہے تو ایسی سوچ رکھنے والے اسلام اور مسلمان بچوں پر ظلم کر رہے ہیں اور بے حد تباہ کن راستے پر پڑ لئے ہیں۔

پھر آپ نے مرزا غلام احمد کی اس دریدہ دہنی کا ذکر کیا جو اس نے عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ مریم علیہا السلام کے باب میں روا رکھی ہے۔ اس مرحلے پر مولانا نے ''زمیندار'' کے سنڈے ایڈیشن میں شائع شدہ وہ مکتوب مفتوح پڑھ کر سنایا جو آپ نے بزبان انگریزی ملک معظم جارج پنجم اور ان کی وساطت سے ساری مسیحی دنیا کے نام لکھا تھا۔ اس پر ایک قادیانی بلبلا اٹھا۔ وہ جمے ہوئے جلسہ کو درہم برہم کرنے کی نیت سے اٹھا تھا مگر مسلمانوں کے جوش وخروش نے اسے خاموش کر کے فوراً بٹھا دیا۔ مرزا آنجہانی کی بدکلامی کا حال سن کر چاروں طرف سے لعنت ونفرین کے آواز بلند ہونا شروع ہو گئے۔ آخر میں مولانا نے مندرجہ ذیل مفہوم کے دو ریزولیشن پیش کئے جو اتفاق رائے سے منظور ہوئے۔

اوّل: مسلم یونیورسٹی کے سٹاف سے تمام قادیانیوں کو نکال دیا جائے اور قادیانی طلبا کو یونیورسٹی میں مرزائے قادیاں کی خرافات پھیلانے کی اجازت نہ دی جائے۔

دوم: یونیورسٹی کورٹ سے ظفر اللہ خان قادیانی کو نکال دیا جائے۔ اس لئے کہ وہ تمام مسلمانوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہے۔ اس کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ''کافروں'' کی درسگاہ کے معاملات میں کسی قسم کا دخل دے سکے۔ ان قراردادوں پر روشنی ڈالتے ہوئے مولانا نے فرمایا کہ سرسید مرحوم ومغفور نے علی گڑھ کالج کے لئے انتہائی جانفشانی سے ملک کے قریے قریے میں جا کر چندہ جمع کیا تھا۔ ان کی یہ دلی خواہش تھی کہ یہ کالج مسلمانوں کے تمام فرقوں کا مرکزی کالج ہو اور ان کے فرقہ وارانہ مناقشات مٹانے میں اہم رول ادا کر سکے۔ سرسید نے اسی نقطہ نظر کی پیروی میں تمام فرقوں سے چندہ لیا تھا اور سب فرقوں نے بہ

طیب خاطر چندہ دیا تھا۔ مرحوم کو چندہ اکٹھا کرنے میں خاص مہارت حاصل تھی۔ وہ امیر اور غریب ہر مسلمان تک پہنچے تھے۔ ان دنوں علی گڑھ میں ایک طوائف چندر بھاگا رہتی تھی، اس نے جب دیکھا کہ سید موصوف ایک انتہائی نیک اور بلند قومی مقصد کے لئے چند جمع کررہے ہیں تو اس کا دل پسیجا اور اس نے بھی اس مد میں پانچ سو روپے کی (اس زمانے میں ایک خطیر) رقم پیش کردی۔ چونکہ مذکورہ طوائف یہ رقم بڑے خلوص اور دلی عقیدت سے دی تھی۔ سرسید قبول کرنے سے انکار نہ کرسکے۔ موصوف نے اس رقم سے پکی بارک کے سامنے بیت الخلا تعمیر کروادیئے۔ بخلاف اس کے مرزا قادیانی کا کردار ملاحظہ ہو کہ انہیں جب ایک طوائف نے ''تبلیغی مقاصد'' کے لئے ایک رقم دی تو اس رقم سے آپ نے اپنا دسترخوان سجا کر اپنی شکم پری کا سامان کرلیا۔

چونکہ سرسید کی زندگی میں مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو رتبہ نبوت پر فائز نہیں کیا تھا اور اس وقت تک محض ''مناظر و مبلغ'' اسلام کی حیثیت سے متعارف تھے۔ سرسید چندہ حاصل کرنے کی امید میں ان کے پاس بھی گئے اور کہا کہ آپ جو اس درجہ اسلام کی حمایت کا دم بھرتے ہیں۔ علی گڑھ کالج کے لئے کچھ امداد دیجئے۔ مرزائے آنجہانی سرسید کو جو جواب دیا۔ وہ مسلمانوں کو آج تک نہیں بھولا۔ اس نے کہا کہ ''میں اس مقصد کے لئے ایک کوڑی دینا بھی حرام سمجھتا ہوں'' سرسید نے کہا کہ بھئی ایک پائی ہی دے دو کہ نام تو ہوجائے اور علی گڑھ کالج پر تمام مسلمانوں کا کالج ہونے کا اطلاق ہوسکے۔ لیکن آفرین باد کہ مرزا قادیانی نے ایک پھوٹی کوڑی تک بھی نہ دی اور کیوں دیتے وہ تو کچھ عرصہ بعد تمام مسلمانوں کو ''کافر اور حرام زادہ'' قرار دے دینے والے تھے۔ مولانا نے یہ واقعہ بیان کرکے فرمایا کہ جب یہ حقیقت ہے کہ قادیانیوں کے ''نبی'' نے کالج کے لئے ایک کوڑی تک بھی نہیں دی تو انہیں کیا حق پہنچتا ہے کہ مسلم یونیورسٹی کے سٹاف میں اسلام کا لبادہ اوڑھ کر داخل ہوں اور ہزاروں روپے جو غریب مسلمانوں کی جیب سے نکلتے ہیں۔ ماہوار تنخواہ کے طور پر ہتھیا لیا کریں۔ ظفر اللہ کو کیا حق کہ وہ اس یونیورسٹی کی کورٹ کی ممبری کا لطف اٹھائے۔ اس ضمن میں آپ نے طبیہ کالج کے قادیانی پرنسپل کی ستم آرائیوں کا تذکرہ بھی کیا اور بتایا کہ ظالم مسلمان لڑکوں پر ظلم بھی ڈھاتا ہے۔ مگر ساتھ یہ ہدایت بھی کرتا ہے کہ:

نہ　اف　کیجئے　اور　نہ　رپٹ　کیجئے

اس پر ایک معمر بزرگ نے اٹھ کر کہا کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ڈاکٹر بٹ کا مقاطعہ کریں۔ ان کو بغرض مشورہ وطبی امداد ہرگز اپنے گھروں پر نہ بلائیں اور نہ ہی ان کی فارمیسی سے دوائیں خریدیں۔ اس وقت جلسہ میں بے حد جوش وخروش کا عالم تھا اور نعرہ ہائے تکبیر مسلسل بلند ہورہے تھے۔ آخر میں آپ نے مسلمانوں کو اپنی تجارتی بنیادیں استوار کرکے اقتصادی حالت بہتر بنانے کی بھی پرزور تلقین کی اور یہ مشورہ دیا کہ روپے میں کم

ازکم بارہ آنے کا مال غیر مسلم کی بجائے مسلمان سے خریدا جائے۔ مقصد ہندو کا مقاطعہ نہیں بلکہ مسلمان کی مالی حالت سدھارنے کے لئے قلیل المیعاد ترجیحی سلوک کی ایک صورت ہے، رات کے بارہ بجے دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

مولانا کی سادہ طبعی اور نوجوانوں سے محبت

جلسہ اس رات بہت دیر تک جاری رہا تھا طلبا کو واپس یونیورسٹی پہنچنے کے لئے شہر میں کوئی یکّہ، تانگہ یا اور سواری نہ ملی تو پیدل بھی چل دیئے۔ چند قدم چل کر ایک آدھ تانگہ دکھائی دیا تو طلبا نے مولانا اور ان کے رفقاء کو سوار کرنا چاہا، مگر نوجوانوں سے محبت اور طبعی سادہ منشی کی وجہ سے آپ نے پیدل واپس جانے کو زیادہ پسند فرمایا۔ طلبا نے عرض کیا کہ آپ مسلسل سفر، مصروفیت اور جلسوں میں تقریریں کے باعث خاصے تھک چکے ہیں، ازراہ کرم پیدل نہ چلیں۔ طلبا کے بے حد مجبور کردینے کے بعد آپ بادل ناخواستہ تانگہ پر واپس اپنی قیام گاہ تک پہنچے۔

۲۶؍نومبر کو آفتاب ہوسٹل کا ہنگامہ اور بعد میں پرامن جلسہ

۲۴؍نومبر کو یونیورسٹی یونین میں مولانا کے خطاب کے بعد اعلان ہوچکا تھا کہ ۲۶؍نومبر (۱۹۳۴ء) کو بعد نماز مغرب ''آفتاب مجلس'' کے زیر اہتمام آفتاب ہوسٹل میں بھی مولانا کا لیکچر ہوگا۔ یاد رہے کہ ''آفتاب مجلس'' یونیورسٹی یونین کے بعد طلبا کا سب سے بڑا منتخب ادارہ تھا۔ جو ''آفتاب ہال'' میں شامل تمام ہوسٹلوں (میکڈانلڈ ہوسٹل، وی۔ ایم ہوسٹل، ماریسن کورٹ، محمود انیکسی، ڈیوٹی ہوسٹل وغیرہ) کے ڈیڑھ دو ہزار اقامتی طلبا کی نمائندگی کرتا تھا۔ اس مجلس کا نائب صدر اور ارکان کابینہ ہر سال سرگرم انتخابی مہم کے ذریعے منتخب ہوا کرتے تھے۔ البتہ صدر، ہال کا پرووسٹ بلحاظ عہدہ (ox-officio) ہوتا تھا۔ ان دنوں آفتاب ہال کے پرووسٹ محترم پروفیسر محمد صاحب تھے۔ حبیب صاحب، مرنجان مرنج، خلیق، شفیق اور ملنسار قسم کے اساتذہ میں ممتاز تھے۔ ان کی تنخواہ کا خاصا بڑا حصہ نادار مگر ہونہار اور باکردار طلبا کی امداد کی نذر ہوجاتا تھا۔ طبعاً ہنگاموں سے دور رہتے اور طلبا کو بھی ہمیشہ سلامت روی کا پابند رکھنے اور دیکھنے کے قائل تھے۔ موصوف ۲۴؍نومبر یونیورسٹی یونین کے پرخروش جلسے اور ۲۵؍نومبر والے شہر کے اجتماع کا حال سن چکے تھے۔ ان دونوں اجتماعات نے یونیورسٹی کے قادیانی اساتذہ اور طلبا کو انگاروں پر لوٹا رکھا تھا۔ ان کی کوشش تھی کہ یونیورسٹی حدود میں کوئی اور جلسہ نہ ہونے پائے۔ یہ لوگ مسٹر رامزے بوتھم پرووائس چانسلر اور حبیب صاحب کے پاس پہنچے۔ دونوں کے سامنے بات کا تبنگڑ بنایا گیا اور امن وسکون کا واسطہ دے کر دونوں کو اتنا بھڑکایا گیا کہ حبیب صاحب نے بلحاظ صدر آفتاب مجلس، اس مجلس کے زیر اہتمام ۲۶؍نومبر کے جلسے کی اجازت دینے سے انکار کردیا۔ موصوف کا مؤقف یہ تھا کہ قادیانی جو کچھ بھی ہیں۔ بہرحال اقلیت میں ہیں۔

ان کی دلآ زاری نہیں ہونی چاہئے۔ آفتاب ہال کے مسلمان طلبا کا ایک نمائندہ وفد بھی حبیب صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وفد کے ارکان نے ان پر واضح کیا کہ آپ جو دو اور صرف دو قادیانیوں (عبدالسلام اور عبدالمنان) کی دلآ زاری پسند نہیں فرماتے، مجوزہ جلسہ روک کر آفتاب ہال کے ڈیڑھ دو ہزار مسلمان طلبا کی دل آزاری اور دل شکنی کیوں کر گوارا کرسکیں گے؟ بڑی بحث وتمحیص اور ردّ وکد کے باوجود حبیب صاحب نے جلسہ کی اجازت نہ دی۔ اس انکار نے آفتاب ہال ہی نہیں یونیورسٹی کے طول وعرض میں خفگی اور بے چینی کی لہر دوڑا دی۔ ہر طرف سے اصرار تھا کہ جلسہ ضرور ہونا چاہئے۔ آفتاب مجلس کے منتخب نائب صدر سے مطالبہ کیا کہ طلباء نے بذریعہ ووٹ ان پر جس اعتماد کا اظہار کیا ہے اس کو ٹھیس پہنچا کر مجلس کے وقار کو برباد نہ کریں۔

یونیورسٹی کے طلبا کی غالب اکثریت جو جلسہ منعقد کرانے پر تلی ہوئی تھی۔ آفتاب ہال کے مرکزی بورڈنگ ہاؤس ''آفتاب ہوسٹل'' کے وسیع دالان میں جمع ہوچکی تھی۔ طلبا کا تہیہ تھا کہ اگر آفتاب مجلس کے ہال میں جلسہ کرنے کی اجازت کسی صورت بھی نہ ملی تو کھلے میدان ہی میں مولانا کی تقریر ضرور ہوگی۔ مولانا کو جب اس صورت حال سے آگاہ کیا گیا تو انہیں حبیب صاحب کے رویہ پر افسوس ہوا۔ آپ چار بجے کے قریب آفتاب ہوسٹل تشریف لے آئے۔ طلباء نے آپ کا والہانہ استقبال کیا اور آپ کو آفتاب ہوسٹل کی بالائی منزل پر مسجد میں لے گئے جہاں کے اجتماع نے ہر رسمی تکلف کے بغیر جلسہ کی صورت اختیار کرلی۔

مولانا کی تقریر اور تقریر کے دوران قادیانیوں کی طرف سے ہنگامے کی ناکام کوشش

مولانا نے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا کہ میں ایک بڑی لمبی مدت کے بعد اپنی شدید قسم کی مشکلات اور مصروفیات کے باوجود یہاں کے مسلمان طلبہ کے پیہم اصرار پر علی گڑھ آیا ہوں جو لوگ یہ کہتے یا سمجھتے ہیں کہ میں مسلمان اور قادیانی طلبا کو آپس میں لڑانا چاہتا ہوں، مجھے غلط سمجھے ہیں اور میرے ساتھ شدید ناانصافی کررہے ہیں۔ میں تو فقط یہ چاہتا ہوں کہ جو مسلمان طالب علم ملک کے دور دراز گوشوں سے اس قومی درس گاہ میں علم ودانش حاصل کرنے آتے ہیں۔ یہاں سے سرمایہ دین وایمان لٹا کر واپس نہ جائیں۔ مسلمانوں کی متاع دین وایمان کو یونیورسٹی کے اسلام دشمن عناصر سے جو خطرات درپیش ہیں ان سے مسلم طلبا کو خبردار اور محفوظ کرنا صرف میرا ہی نہیں خداوندان یونیورسٹی کا بھی مقدس فرض ہے۔ یہ کیسی مسلم یونیورسٹی ہے جہاں قادیانیوں، کیمونسٹوں، ملحدوں اور انگریز کے خوشامدیوں کو تو کھلی چھٹی ہے کہ ہر طرح کا شر پھیلاتے پھریں۔ مگر مسلم طلبا کو جو بلحاظ تعداد ننانوے (۹۹) فیصد ہیں۔ خاموش تماشائی بنے رہنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ یہ کیسی ''رواداری'' ہے کہ ''ختم نبوت'' اور دوسرے متفقہ دینی معتقدات کو پامال کرنے کی کوشش کو دیکھ کر بھی مسلمان اساتذہ اور طلبا ٹس سے مس نہ ہوں۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے مولانا نے انگریز کی حکمت عملی،

قادیانیت کی بنیاد، مرزائے قادیاں کی تعلیمات، قادیانیوں کے عقائد، اندرون اور بیرون ملک ان کی سازشوں، شعائر دین میں رخنہ اندازیوں اور طرح طرح کی فتنہ پردازیوں پر جب روشنی ڈالنی شروع کردی۔تو نبی قادیان کے خلیفہ اوّل حکیم نورالدین آنجہانی کا بڑا صاحبزادہ عبدالسلام عمر اٹھ کر کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ مولانا! مرزا قادیانی نے کب اور کہاں مسلمانوں کو ''حرام زادہ'' کہا ہے، ثابت کیجئے۔ ہماری کتابوں سے حوالے پیش کیجئے، آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں، غلط ہے، غلط ہے۔　جاری ہے!!

پانچ روزہ ختم نبوت کورس گوجرہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۱۶؍تا۲۱؍جون ۲۰۲۲ء جامعہ عربیہ عزیزیہ اشرف کالونی گوجرہ ضلع ٹوبہ میں بعد نماز مغرب تا عشاء پانچ روزہ کورس منعقد ہوا۔ سلسلہ رائے پور کے چشم و چراغ حضرت صوفی محمد دین دام اللہ فیوضھم کی شفقت وتوجہات سے کورس کا آغاز ہوا:

۱۶؍جون کو مفتی محمد شاہد مسعود سرپرست جے یو آئی سرگودہا نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وافادیت پر،

۱۷؍جون کو مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان نے جھوٹے مدعیان نبوت کے انجام پر،

۱۸؍جون کو مفتی محمد طیّب مہتمم جامعہ امدادیہ فیصل آباد نے حیات سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام پر،

۱۹؍جون کو مولانا عزیز الرحمٰن رحیمی جامعہ دارالقرآن فیصل آباد نے معجزات انبیاء اور ختم نبوت پر،

۲۱؍جون کو حضرت مولانا اللہ وسایا نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور امت مسلمہ کی قربانیوں پر مفصل و مدلل اسباق پڑھائے۔ ضلعی مبلغ مولانا محمد خبیب نے کورس کے تمام دنوں میں شرکاء کورس کو مرزائیت اور واردات مرزائیت سمیت تمام عنوانات پر نوٹ لکھوائے، اختتامی تقریب وتقسیم انعامات بھی حضرت شاہین ختم نبوت سے کروائے گئے، کورس میں باقاعدہ ۶۵ علماء، طلباء کرام ماسٹر وڈاکٹر حضرات نے شرکت فرمائی، تمام شرکاء کورس کو بطور انعام آئینہ قادیانیت، ایک ہفتہ شیخ الہند کے دیس میں، اسلام اور قادیانیت کا تقابلی مطالعہ اور پانچ قسم کا لٹریچر دیا گیا۔ اختتامی تقریب میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ کے امیر مولانا صاحبزادہ محمد سعداللہ لدھیانوی، مفتی معاویہ محبوب، مولانا سید سرفراز الحسن شاہ، مولانا اسعد مدنی، مولانا مصدق عباس امدادیہ گوجرہ اور مولانا سلمان کے علاوہ کثیر تعداد میں شہر بھر کے علماء کرام، تاجر حضرات، سکول وکالج کے اساتذہ وسٹوڈنٹس اور کثیر عوام الناس نے شرکت فرمائی، پورے کورس کے نظم و ضبط میں قاری محمود احمد، مولانا محمد سفیان، قاری محمد عثمان، میاں فاروق احمد، اور مدرسہ کے تمام اساتذہ وطلباء کرام نے بھرپور محنت کی۔

نیز ۱۷؍جون ۲۰۲۲ء کا خطبہ جمعۃ المبارک مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے مرکزی جامع مسجد چک نمبر ۹۶ ج ب کوٹ ابدان میں ارشاد فرمایا۔

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے ...... مبصر: مولانا عتیق الرحمٰن

نام کتاب: رحمت دو عالم ﷺ کی برزخی حیات: مصنف: مولانا مفتی محمد ثمین اشرف قاسمی: صفحات: ۲۷۲: قیمت: درج نہیں: ناشر مکتبہ ختم نبوت مادھو پور ضلع سیتامڑھی بہار انڈیا!

حضرت مولانا مفتی محمد ثمین اشرف قاسمی، صاحب نسبت بزرگ ہیں آپ کی کئی ساری تصانیف منصّہ شہود پر آ چکی ہیں۔ اب یہ کتاب جو حال ہی میں چھپی ہے ''رحمت دو عالم ﷺ کی برزخی حیات'' کے نام سے اہل علم حضرات سے داد تحسین وصول کر رہی ہے۔ آپ ﷺ کی حیات برزخی کے متعلق عام طور پر پائے جانے والے منکرین حیات کے شکوک وشبہات کو قرآن وحدیث اور سلف صالحین واکابر علماء دیوبند کے اقوال سے عام فہم انداز میں رفع کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔

قاسمی صاحب نے ہر بات کو دلیل سے مزین کر کے مزید چار چاند لگا دیئے ہیں۔ حالت بیداری میں جو حضرات روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہوئے اور انہوں نے جو کچھ دیکھا اور جو حاصل کیا ان کی تمام تر تفصیلات کو بھی اس کتاب میں لائے ہیں۔ گویا یہ کتاب آپ ﷺ کی حیات برزخی کے متعلق ایک جامع دستاویز ہے۔ جس میں منکرین کے گردش کرنے والے تمام تر سوالوں کے جوابات موجود ہیں۔

نام کتاب: امام مہدی احادیث کی روشنی میں: مرتب: مولانا مفتی محمد ثمین اشرف قاسمی: صفحات: ۸۸: ناشر: مکتبہ ختم نبوت مادھو پور سیتامڑھی بہار انڈیا۔

حضرت مولانا مفتی محمد ثمین اشرف قاسمی خلیفہ مجاز حضرت مولانا حکیم اختر حضرت مولانا قمر الزمان الہ آبادی مدظلہ وحضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت فیوضھم، نے اپنے اس جامع رسالہ میں دو بزرگ ہستیوں کے تین رسائل کو یکجا کر دیا ہے پہلے بزرگ حضرت مولانا شاہ رفیع الدینؒ ہیں جن کے رسالہ ''علامات قیامت'' میں سے جتنا حصہ حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھیؒ نے اپنی تالیف ''الامام المہدی'' میں شامل کیا ہے اتنا حصہ قاسمی صاحب یہاں لائے ہیں۔

دوسرے بزرگ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ عثمانی ہیں جن کے دو رسائل ''مسیح موعود کی پہچان'' اور ''دعاوی مرزا'' کو اس رسالہ کی زینت بنایا ہے۔ یوں احادیث کی روشنی میں جو مواد حضرت مولانا شاہ رفیع

الدینؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے امام مہدی علیہ الرضوان کے متعلق امت تک پہنچایا ہے اسے اس رسالہ میں حضرت قاسمی صاحب نے جمع کر کے گویا مجموعہ رسائل بنا دیا ہے۔ظہور امام مہدی علیہ الرضوان جیسے موضوع پر تیاری کرنے والے حضرات کے لئے بہت ہی مفید رسالہ ہے۔

نام کتاب : احادیث عقیدہ ختم نبوت: مرتب: مولانا مفتی محمد ثمین اشرف قاسمی: صفحات :۳۶: قیمت: درج نہیں: ناشر: مکتبہ ختم نبوت مادھوپور سیتامڑھی بہار انڈیا!

حضرت مولانا مفتی محمد ثمین اشرف قاسمی اس وقت متحدہ عرب امارات میں مقیم ہیں۔آپ کئی کتب کے مؤلف ہیں جن میں ''وصایا انبیاء واولیاء انسائیکلو پیڈیا'' جو چار جلدوں میں اور تجلیات قدسیہ ترجمہ احادیث القدسیہ'' جو پانچ جلدوں میں ہیں قارئین سے خراج تحسین وصول کر چکی ہیں۔

اب مفتی صاحب نے مولانا بدر عالم میرٹھیؒ کی ترجمان السنہ ج ا میں جو عقیدہ ختم نبوت کی احادیث درج شدہ ہیں ان کو اپنے رسالہ ''احادیث عقیدہ ختم نبوت'' میں جمع کر دیا ہے۔ترتیب یہ رکھی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے لے کر عام انسانوں تک کے متعلق مرزا قادیانی کی توہین آمیز عبارات ودعاوی کو ابتداء میں سپرد قلم کیا ہے۔بعد میں ترجمان السنّہ ج ا کی ۲۲/احادیث مبارکہ جو آپ ﷺ کی ختم نبوت پر ہیں انہیں جمع کر دیا ہے۔قاسمی صاحب نے ''سلسلہ تحفظ ختم نبوت'' کے نام سے ایک سلسلہ شروع کیا ہے اسی سلسلہ کا پہلا نمبر یہی رسالہ ہے۔اہل ذوق حضرات کے لئے بہت ہی مفید رسالہ ہے۔عمدہ طباعت سے مزین ہے۔

نام کتاب: عقیدہ ختم نبوت: مرتب: مولانا مفتی محمد ثمین اشرف قاسمی: صفحات: ۳۰: ناشر مذکورہ بالا!

حضرت مولانا مفتی محمد ثمین اشرف قاسمی جو حضرت مولانا حکیم محمد اختر نور اللہ مرقدہ اور دیگر مشائخ کے مجاز اور کئی کتب کے مصنف ہیں آپ نے ایک سلسلہ بنام ''سلسلہ تحفظ ختم نبوت'' شروع کیا ہے اس سلسلے کا دوسرا رسالہ عقیدہ ختم نبوت ہے۔

اس رسالہ ''عقیدہ ختم نبوت'' اور مصنف کے دوسرے رسالہ ''احادیث ختم نبوت'' میں فرق یہ ہے کہ اس رسالہ میں حضرت قاسمی نے مولانا بدر عالم میرٹھیؒ نے جو ترجمان السنّہ میں عقیدہ ختم نبوت پر مضمون تحریر کیا اس کو ذکر کیا ہے اور دوسرے رسالہ ''احادیث عقیدہ ختم نبوت'' میں ان احادیث کو ذکر کیا ہے جو حضرت میرٹھیؒ نے ترجمان السنّہ میں ذکر کی ہیں اور عقیدہ ختم نبوت ثابت کیا ہے۔غرض ان دونوں رسائل میں مولانا بدر عالم میرٹھیؒ کا رسالہ ختم نبوت مندرجہ ترجمان السنّہ مکمل شائع ہو گیا ہے۔رسالہ عمدہ ٹائٹل و کاغذ سے مزین ہے اہل علم حضرات کے لئے مفید تر ہے۔

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ!

تحفظ ختم نبوت پروگرامات ضلع خوشاب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع خوشاب کے زیر اہتمام یکم تا ۴ جون سیمینارز و کنونشنز منعقد ہوئے۔

یکم جون ۲۰۲۲ء ختم نبوت سیمینار جامع مسجد عمر دفتر ختم نبوت خوشاب شہر میں،

۲؍جون ۲۰۲۲ء بعد نماز ظہر تربیتی کنونشن زیر نگرانی قاری سعید احمد جامعہ سیدنا حسن جوہر آباد میں،

۲؍جون ۲۰۲۲ء بعد نماز مغرب علماء کنونشن زیر سرپرستی مولانا منیر احمد مدرسہ مولانا نصیر احمد قائد آباد میں،

۳؍جون ۲۰۲۲ء کانفرنس زیر سرپرستی مولانا پیر خبیب احمد خانقاہ سراجیہ صدیقہ آباد وادی سون میں،

۲۰۲۲/۴ء جون طلباء کنونشن بعد نماز ظہر جامع مسجد فاروق اعظم میں، اور

۴؍جون ۲۰۲۲ء بعد نماز عشاء زیر نگرانی حاجی محمد خان تقریب جامع مسجد رحمانیہ کھبیکی شہر میں،

پروگرامات منعقد ہوئے۔ ان تمام پروگراموں میں مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا محمد نعیم ضلعی مبلغ نے خصوصی خطابات کئے۔ علاوہ ازیں مولانا محمد عثمان، حافظ محمد احمد، مولانا نعمان، مولانا شریف جلال پوری، قاری فیصل احمد، مولانا صغیر احمد آدھی سرگل، قاری علیم اللہ بوتالہ، مولانا ایثار الحق، مولانا مفتی حسین احمد، مولانا تنویر احمد قائد آباد، مولانا محمد اسماعیل جابہ، مولانا محمد خبیب کفر شہر، مولانا محمد جاوید، مولانا محمد ادریس، قاری محمد یعقوب، مولانا محمد اشفاق احمد، مولانا حسنین معاویہ و دیگر حضرات نے مائک پر تشریف لاکر اور انتظامات میں ملک مظہر الحق نے تحفظ ختم نبوت کے لئے اپنا اپنا کردار ادا کیا۔

تحفظ ختم نبوت کنونشن و ناموس رسالت ریلی احمد پور سیال جھنگ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۲؍جون ۲۰۲۲ء کو احمد پور سیال ضلع جھنگ کے دفتر میں علماء کرام و ذمہ داران ختم نبوت کا کنونشن منعقد ہوا۔ خصوصی بیان مولانا محمد وسیم اسلم مبلغ ختم نبوت ملتان کا ہوا۔ کنونشن کی صدارت امیر مجلس احمد پور سیال مولانا پیر سید عبدالرحمٰن شاہ نے کی۔ کنونشن میں طے ہوا کہ آئندہ جمعہ کو بعد نماز جمعۃ المبارک انڈیا میں بھارتی دہشت گرد تنظیم بی، جے، پی کی جانب سے توہین رسالت کے خلاف تحفظ ناموس رسالت ریلی کا انعقاد کیا جائے۔ ریلی کی تیاری کے سلسلہ میں ۱۴ جون کو شہر بھر کے تمام مسالک اور نمائندگان کا اجلاس بلایا گیا۔ چناں چہ ۱۷؍جون ۲۰۲۲ء کو بعد نماز جمعہ توہین رسالت ﷺ جیسے

گھناؤنے جرم کے خلاف ایک عظیم الشان احتجاجی ریلی کا انعقاد کیا گیا۔ جس کی صدارت امیر عالمی مجلس مولانا پیر سید عبدالرحمٰن شاہ نے کی۔ ریلی میں تحصیل احمد پور سیال کی مشہور مذہبی سیاسی اور سماجی شخصیات نے بھرپور شرکت کی۔ انجمن تاجران احمد پور سیال کی جانب سے تمام مارکیٹیں بند کر کے احتجاجی ریلی میں شرکت کی گئی۔ ریلی کے شرکاء سے مختلف علماء نے خطاب کیا۔ کنونشن و ریلی کی کامیابی کے لئے مولانا عبدالخالق بھٹہ، مولانا خان محمد، مولانا انیس الرحمٰن شاہ، مفتی حبیب احمد شاہ، جناب مظفر اقبال و دیگر کارکنان نے بھرپور محنت کی۔ ریلی کی اختتامی دعا امیر عالمی مجلس مولانا سید عبدالرحمٰن شاہ نے کرائی۔

تحفظ ختم نبوت سیمینار گڑھ مہاراجہ ضلع جھنگ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۳؍جون ۲۰۲۲ء کو بعد از نماز عشاء جامع مسجد سید الکونین پتن روڈ گڑھ مہاراجہ ضلع جھنگ میں تحفظ ختم نبوت سیمینار منعقد ہوا۔ جس کی نگرانی میاں امتیاز احمد رحمانی نے کی۔ نقابت مولانا محمد رفیق جامی، تلاوت قاری بلال حیدر، ہدیہ نعت حافظ ضیاء الرحمٰن اور بیان مولانا عبد الرشید غازی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد نے کیا۔

تقریب سعید بعنوان تحفظ ختم نبوت میٹرو اسٹیشن راولپنڈی

راولپنڈی میں جناب زاہد محمود جوہر کی محنت اور مولانا قاضی مشتاق احمد، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور، جناب محمد متین خالد لاہور، پیر نصیر گیلانی، طارق رحیم ملک، شیخ ناصر علی، مولانا محمد طیب، مولانا محمد طارق کی مشاورت سے شمس آباد میٹرو اسٹیشن کا نام ختم نبوت میٹرو اسٹیشن میں تبدیل ہو جانے پر ۱۵؍جون ۲۰۲۲ بعد نماز مغرب گرینڈ ایوینو اصغر مال چوک سید پور راولپنڈی میں ایک پروقار تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں تلاوت قاری محمد اسماعیل، قاری محمد اخلاق مدنی، حمد و نعت بابا خورشید احمد، حافظ اسامہ اور عبدالمعز نے پیش کیں۔ تقریب کی صدارت ضلعی امیر مولانا قاضی مشتاق احمد نے کی۔ نقابت کے فرائض عالمی مجلس کے مبلغین مولانا محمد طیب اسلام آباد اور مولانا طارق معاویہ راولپنڈی نے انجام دیئے۔ مہمانان خصوصی نائب امیر مرکزیہ صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد اور شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا تھے۔ جب کہ مولانا ثاقب الحسینی امیر عالمی مجلس اٹک، مولانا اشرف علی، مولانا چراغ الدین، تاجر رہنما جناب شرجیل میر، جناب شاہد غفور پراچہ، جناب قاضی مشتاق احمد، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا و دیگر کے بیانات ہوئے۔ مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد کی دعا پر تقریب کا اختتام ہوا۔ جناب حسن رانا اور ان کی ٹیم نے پروگرام کی کوریج کی۔

ختم نبوت کانفرنس لکی مروت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد داؤ خیل لنڈی واہ کرم پار ضلع لکی مروت میں

۱۵؍جون ۲۰۲۲ءکوختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔کانفرنس کی دو نشستیں ہوئیں: بعد نماز ظہر پہلی نشست میں مولانا نجیب الرحمٰن، مولانا محمد ابراہیم ادھمی، مولانا احسان اللہ، مولانا قاضی ثناء اللہ، ضلعی ناظم مولانا مفتی ضیاء اللہ اور صوبائی مبلغ مولانا عابد کمال کے خطابات ہوئے۔جب کہ بعد نماز عصر دوسری نشست میں جمعیت علماء اسلام کے مولانا اشرف علی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خصوصی بیانات فرمائے۔صدارت ضلعی ناظم اعلی مولانا عبدالرحیم نے کی۔مقررین نے حکومت وقت سے مطالبہ کیا کہ پیارے نبی ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کا ارتکاب پر انڈیا سے سفارتی تعلقات ختم کرے اور انڈیا سے اپنا سفیر بلاکر مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔کانفرنس کا اختتام مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی دعا سے ہوا۔

نیز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے وفد نے ضلع لکی مروت کے ناظم اعلی مولانا عبدالرحیم اور مولانا عبدالرحمٰن کے چھوٹے بھائی مولانا رفیع الدین کی وفات پر تعزیت اور دعائے مغفرت بھی کی۔

تحفظ ختم نبوت کورس عارف والا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام مدرسہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اڈا چک ۸۶/۸۲ میں ۱۵تا۱۹؍جون ۲۰۲۲ء پانچ روزہ تحفظ ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔صدارت مولانا قاری طیب نقشبندی نے کی۔ کورس میں علاقہ بھر کی عوام اور قرب وجوار کے چکوک سے عوام الناس نے بھرپور شرکت کی۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہ نما مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد خبیب، مولانا محمد سلمان اور مولانا عبدالحکیم نعمانی نے ردقادیانیت کے مختلف موضوعات پر اسباق پڑھائے۔کورس کے اختتام پر شرکاء میں مطبوعہ کتب واسناد اور پمفلٹ وغیرہ تقسیم کئے گئے۔اسی دوران مضافاتی چکوک میں عصر اور مغرب کی نمازوں کے بعد دروس ختم نبوت کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

علاوہ ازیں ۱۹؍جون کو بعد نماز ظہر جامعہ عربیہ فاروقیہ غازی آباد میں تکمیل قرآن کی تقریب منعقد ہوئی۔تقریب سے مولانا اللہ وسایا، مفتی ظفر اقبال، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا محمد سلمان اور مدرسہ کے مہتمم مولانا ظہور احمد اور دیگر حضرات نے خطاب فرمایا۔

تحفظ ختم نبوت کورس ایبٹ آباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۱۹؍جون ۲۰۲۲ءکو شہزادہ بخارا مسجد ایبٹ آباد میں ایک روزہ تحفظ ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔جس میں مدارس کے طلباء، علماء کرام، حفاظ کرام اور قرآءعظام نے شرکت کی۔کورس کے مہمان خصوصی مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان تھے۔تلاوت استاذ القراء حضرت مولانا قاری عبدالوحید مدنی نے جب کہ ہدیہ نعت حافظ مبشر حسین شاہ نے پیش کیا۔مولانا نورالحق نے حلقہ

فاروق اعظمؓ کا مختصر تعارف پیش کیا۔ مولانا سید مبشر حسین شاہ ناظم ایبٹ آباد، مولانا مفتی عبدالوجد امیر عالمی مجلس ایبٹ آباد نے مختصر بیانات کیے۔ آخر میں مفصل سبق مناظر ختم نبوت مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان نے پڑھایا۔ سبق کے بعد سوالات وجوابات کا سیشن بھی ہوا۔ صحیح جوابات دینے والے حضرات کو انعامات سے نوازا گیا۔ جناب وقار جدون صدر عالمی مجلس ایبٹ آباد، مولانا صدیق شریفی اور دیگر حضرات سمیت حلقہ فاروق اعظمؓ کے علماء کرام کی طرف سے خصوصی تعاون حاصل رہا۔

تین روزہ ختم نبوت کورس سمندری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سمندری کے زیر اہتمام جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ رجانہ روڈ سمندری میں سہ روزہ کورس ۲۸، ۲۹، ۳۰؍جون ۲۰۲۲ء کو دن ۱۰ بجے تا ۱۱:۳۰ بجے منعقد ہوا۔ پہلے دن مفتی معاویہ محبوب امیر عالمی مجلس تحصیل ٹوبہ نے سیدنا امام مہدی علیہ الرضوان کے عنوان پر، دوسرے دن مولانا عطاء اللہ نقشبندی ماموں کانجن نے فتنہ قادیانیت کے کردار اور عالمی مجلس کی خدمات پر اور تیسرے دن ضلعی مبلغ مولانا محمد خبیب نے سوانح آنجہانی مرزا غلام قادیانی پر مفصل ومدلل لیکچرز دیئے۔ کورس میں جامعہ کے طلباء کرام، جامعہ عمر فاروق محلہ راوی ٹاؤن کے طلباء کرام اور شہر سے عوام الناس نے شرکت فرمائی۔ الحمدللہ کورس میں سو سے بھی زیادہ شرکاء کرام شریک رہے۔ انتظام وانصرام جناب قاری محمد نوید منتظم جامعہ ہذا اور اساتذہ جامعہ نے کیا۔

مولانا قاری محمد یوسف احرار کا انتقال

۴؍جولائی ۲۰۲۲ء کو مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنماء مولانا قاری محمد یوسف احرار انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! قاری محمد یوسف احرار عرصہ دراز تک مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری نشرواشاعت رہے۔ بعدازاں ۱۲؍جون ۲۰۲۲ء تک مجلس احرار اسلام کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل بھی رہے۔ آپ جامع مسجد ختم نبوت چندرائے روڈ لاہور میں خطابت ومتولی کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ آپ کی وفات رحیم یار خان میں ہوئی۔ مرحوم کی نماز جنازہ ان کے آبائی گاؤں پروچڑاں شریف میں ادا کی گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس غم کی گھڑی میں دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے اور قاری صاحب کی کامل مغفرت فرمائے۔ آمین

مفتی محمد جمیل کے والد کا انتقال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حافظ آباد کے امیر مفتی محمد جمیل کے والد گرامی ۲۲؍مئی ۲۰۲۲ء بروز اتوار انتقال فرمائے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

فرما گئے یہ ہادی — لا نبی بعدی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

بمقام

انجمن اسلامیہ کمپلیکس ڈیفنس روڈ سیالکوٹ
حاجی پورہ پل ایک

عظیم الشان فقید المثال

ختم نبوۃ کانفرنس

10 ستمبر 2022 بروز ہفتہ

بعد نماز مغرب ان شاء اللہ

زیر نگرانی: عزت مآب پیر سید شبیر احمد گیلانی صاحب، امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ سیالکوٹ

زیر صدارت: پیر طریقت رہبر شریعت ولی کامل حضرۃ مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی صاحب مدظلہ، نقشبندی مجددی، امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

زیر سرپرستی: صاحبزادہ پیر طریقت مخدوم اعلیٰ حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب

جانشین خواجہ خواجگان، پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا صاحبزادہ خواجہ خلیل احمد صاحب

جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب

مجاہد ختم نبوت صاحبزادہ سید سلیمان یوسف بنوری صاحب

جسمیں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام دینی وسیاسی قائدین اور دانشور حضرات خطاب فرمائینگے

شعبہ نشرواشاعت — عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ و ختم نبوۃ یوتھ فورس سیالکوٹ

0320 2686100 — 0300 6104324 — 0315 7152870 — 0300 6174810

0300-6411525 — 0302-6619540

بمقام
جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن فیروز پور روڈ لاہور
بتاریخ 6 ستمبر 2022
بروز منگل ان شاء اللہ بعد نماز مغرب
ختم نبوت کانفرنس
زیر صدارت
حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی صاحب
زیر نگرانی
حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم صاحب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور
زیر سرپرستی
حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب
تاریخ ساز
عظیم الشان
پروقار
شاندار
ختم نبوت کے پروانوں سے جوق در جوق شرکت کی درخواست ہے
عنوانات
توحید باری تعالیٰ
عقیدہ ختم نبوت
سیرت خاتم الانبیاء ﷺ اور ظہور امام مہدی
حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
عظمت صحابہ و اہلبیت رضی اللہ عنہم
اتحاد امت محمدیہ
پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی حدود کا تحفظ
جیسے اہم موضوعات پر علماء کرام مشائخ، قائدین دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے
0300-4304277
042-35441166
0300-4275569
0300-4981840
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور
شعبہ نشر و اشاعت

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

قیمت فی شمارہ -/20 روپے

قیمت سالانہ -/240 روپے